MD ASADULLAH\Downloads\26.11.2018.inp 28-11-2018 17:55 PAGE 1 (1,1)

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 46 مورخہ ۱۷؍ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۶؍نومبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- ایک بلند نگاہ میر کارواں
- کتابوں پر تبصرہ (خون جگر)
- علوم اسلامی کے میدان میں......
- ......آزادیٔ نسواں کا حقیقی تصور
- عصر حاضر میں سیرت رسول ﷺ کی معنویت
- اخبار جہاں، طب وصحت، ہفتہ رفتہ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کی عظمت وکبریائی اور بندے کی عاجزی اور فروتنی کا تقاضہ تھا کہ احکام خداوندی اور مشیت ایزدی سے قولی وعملی طور پر بندوں کو آگاہ کرنے کے لیے ایک ایسی ذات ہو جو اللہ رب العزت کے نزدیک انتہائی مقرب اور پیغام خداوندی کو پہنچانے میں انتہائی امانت دار، اپنے کردار کے اعتبار سے مثالی اور اپنے علم کے اعتبار سے سب پر فائق ہو۔ اللہ رب العزت نے اس ضرورت کی تکمیل کے لیے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طویل سلسلہ شروع کیا اور سب سے آخر میں دین اسلام کی تکمیل کے لیے فخر موجودات، سرور کونین، خاتم الانبیاء والرسل، آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور اعلان کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں میں سے رسول بھیج کر بندوں پر احسان کیا اور فرمایا کہ کہہ دیجئے کہ میں تمہاری ہی طرح انسان ہوں (ہماری ضروریات بھی بشری ضروریات ہیں) البتہ میرے اوپر وحی آتی ہے، یہ ایسا شرف اور فضل ہے کہ دوسرا کوئی انسان ان کے برابر ہو ہی نہیں سکتا، زبان رسالت سے یہ بھی اعلان کروایا گیا کہ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا، اس طرح آپ ﷺ کی زندگی قیامت تک کے لیے اُسوہ اور نمونہ بنا دی گئی۔

چنانچہ انسانوں کے لیے لازم ہو گیا کہ وہ کسی اور کو آئیڈیل نہ بنائے، ہر دور، ہر عمر اور ہر حال میں آپ ﷺ کی زندگی کو سامنے رکھے۔ یتیمی میں آقا کی یتیمی کا خیال رکھے، ظاہری سہارے چھن جائیں تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری سہارے والدین اور دادا کی جدائی کو یاد کرے، فقر وفاقہ کا سامنا ہو تو آقا کے پیٹ پر بندھے پتھر اور شعب ابی طالب کے احوال پر نظر ڈالے، مزدور ہو تو کھجوروں کے عوض باغ کی سینچائی کر رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو سامنے رکھے، مظلوم ہو تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مظلومیت کو دیکھے، جہاد کرنا ہو تو غزوات میں آقا کے کیرکٹر وکردار کو اسوہ بنائے۔ تنظیم قائم کرنی ہو تو حلف الفضول کو سامنے رکھے، صلح کرنی ہو تو حدیبیہ کو اسوہ بنائے اور دشمنوں پر غلبہ پا جائے تو فاتح مکہ کا سلوک پیش نظر رہے، غیر مسلموں سے تعلقات میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلقات کی نوعیت کا خیال رکھے اور حاکمیت ملے تو حجاز مقدس اور بلاد عرب کے فرماں روا کی حکمرانی کو نمونہ بنائے۔ کثیر المذاہب لوگوں سے سابقہ ہو تو میثاق مدینہ کو سامنے رکھے۔

باپ کی شفقت حضرت فاطمہؓ کے باپ سے سیکھی جائے، بچوں کے لاڈ پیار کے لیے حضرات حسنین کا لاڈ پیار سامنے رہے، خانگی زندگی میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ زندگی میں آجائے، تو انسان ہر سطح پر کامیاب ہو جائے گا اور ہر پریشانی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ایسی جامع زندگی، ایسا اونچا اور ارفع مقام کہ اللہ خود درود بھیجیں اور بندے اس مقام کے ادراک سے اپنے کو عاجز پائیں، صرف اور صرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔

بعداز خدا بزرگ توئی ایں قصہ مختصر

بین السطور

علم وحلم

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اللہ رب العزت نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری کائنات کے لئے رسول بنا کر بھیجا، اور آپ کی رحمت کو اس قدر عام کر دیا کہ آپ رحمۃ للعالمین قرار پائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو تمام انس وجن کے لیے نمونۂ عمل بنا دیا، چونکہ نبی اور رسول کے اعمال وعقائد، معاملات وتعلقات کی نگہبانی منجانب اللہ کی جاتی ہے، اس لیے وہ پیدائشی طور پر معصوم اور گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، اسی وجہ سے ان سے اعلان نبوت ورسالت سے پہلے بھی کوئی ایسا کام نہیں ہوتا جو عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کے خلاف ہو، اسی بنیاد پر نبی ورسول کی زندگی اسوہ قرار پاتی ہے اور اعلان نبوت سے پہلے کی زندگی بھی مثالی ہوتی ہے، اور اس طرح پاک وصاف ہوتی ہے کہ اس کی پیروی کی جاسکتی ہے۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کا فیصلہ تو اسی وقت ہو گیا تھا جب آدم علیہ السلام تخلیق کے مرحلے سے گذر رہے تھے، پھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی، جو انسانوں پر اللہ کا بڑا فضل تھا، سن شعور تک پہونچنے کے بعد آپ نے ذکر وفکر اور یاد الٰہی کے لیے غار حرا کا رخ کیا، جہاں خلوت تھی، تنہائی تھی، رب کائنات کی نوازش تھی، انعامات تھے، ان دنوں اللہ رب العزت کی جانب سے آپ کی ذہنی اور جسمانی نشو ونما، وحی الٰہی کے بوجھ کو برداشت کرنے کے لیے کی گئی، اس کے باوجود جب پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ پر کپکپی طاری ہوئی اور خوف نے آپ کے دل ودماغ کو ہلا کر رکھ دیا، زَمِّلُوْنِی، زَمِّلُوْنِی کی صدا سے یہی سمجھ میں آتا ہے، اور یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ، یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّر کے الفاظ بتاتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے اس خوف وہراس کے ماحول سے نکال کر آپ کو کار نبوت کی ادائیگی کے لیے اٹھ کھڑے ہونے کا حکم دیا، اور آپ ایک داعی کی حیثیت سے سرگرم عمل ہو گیے۔

یوں تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی اور زندگی کا ہر لمحہ ہمارے لیے قیمتی ہے، لیکن جب غار حرا میں آپ پر نزول قرآن کا آغاز ہوا، اور آپ وہاں سے نکل کر باہر آئے تو امت کے لیے اقراء کا پیغام لے کر آئے، علم کا وہ تصور جو اللہ رب العزت کی معرفت عطا کرے اور زندگی کے کسی حصے میں انسان کا رشتہ رب سے نہ ٹوٹے، یہ اشارہ تھا اس بات کی طرف کہ جہالت کی تاریکیاں دور ہوں گی اور علم کے نور سے دنیا منور ہوگی، اللہ رب العزت نے آپ کو اُمی بنا کر سارے علوم وتحقیقات کے دروازے آپ پر کھول دیئے، خاندان، پڑوس، سماج اور ملک کے تئیں جو ذمہ داریاں اور حقوق ہیں، ان تمام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف واقف کرایا؛ بلکہ عمل کر کے دکھایا، علم وعمل کا ایسا حسین سنگم کسی اور کی زندگی میں دیکھنے کو نہیں ملتا، اللہ رب العزت نے بکریاں چرانے، مزدوری کرنے، صلح صفائی کرانے، جہاں داری اور جہانبانی کرنے کے علوم وفنون سے آپ کو آراستہ کر دیا، کام بہت سارے تھے، اوصاف بھی بہت تھے، لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تعارف معلم کی حیثیت سے کرایا، اور یہ بھی واضح کر دیا کہ میں کتابوں کے جامد حروف والفاظ پڑھانے والا معلم نہیں ہوں، بلکہ ان الفاظ کے پیچھے چھپے معانی وحقائق کو عملی زندگی میں اس طرح رائج کرنے والا ہوں کہ اعلیٰ اخلاقی اقدار کی ترویج واشاعت ہو اور انسان آخرت میں جنت کا مستحق قرار پائے۔

قرآن کریم نے علم والوں کے فضائل بیان کیے اور واضح کر دیا کہ علم والے اور بے علم اسی طرح برابر نہیں ہو سکتے، جس طرح اندھیرا اور اجالا برابر نہیں ہے، دن، رات برابر نہیں ہیں، اعلان یہ بھی کیا گیا کہ علم والے ہی اللہ سے ڈرتے ہیں، ان کے اندر معرفت رب ہوتا ہے جو ان کو خود شناشی اور خدا شناشی پر آمادہ کرتا ہے، یہ معرفت خداوندی انسانی زندگی کو ایسے معتدل اور متوازن راہ پر ڈالتی ہے کہ ہر دو جہاں میں فوز وفلاح کے دروازے کھلتے ہیں، اس طرح دیکھیں تو غار حرا کا پہلا سبق اور امت کے لیے پہلا تحفہ تعلیم ہے، اور یہ امت تعلیم کے نام پر ہی اٹھائی گئی ہے، اس پہلے تحفہ سے مسلم سماج کی بے اعتنائی سے ہم سب واقف ہیں، آج صورت حال یہ ہے کہ جہاں مسلم آبادی زیادہ ہے، وہاں تعلیم کا گراف خطرے کے نشان سے بہت اونچا ہو گیا ہے، مسلم بچے، بچیاں زری کے کارخانوں میں لگے ہوئے ہیں، ہوٹل میں بیرے کا کام کر رہے ہیں اور کچڑے کے ڈھیر سے ردی چننے میں لگے ہیں، ان کا بچپنہ اس طرح تباہ ہو رہا ہے؛ بلکہ تباہ کیا جا رہا ہے، تعلیمی اداروں میں پڑھنے والوں کی بھیڑ کو دیکھ کر ہم سمجھتے ہیں کہ ملت پڑھ رہی ہے، حالانکہ یہ بہت معمولی تعداد ہے جو مدارس کی چٹائی اور اسکول کی بینچ پر آپ کو نظر آرہی ہے، جب تک ہم بھینس کی پیٹھ سے بچوں کو اتار کر تعلیم گاہوں میں نہیں لاتے، بیرے کے کام کو چھڑوا کر پڑھنے میں نہیں لگاتے، بال مزدوری سے انہیں نہیں بچاتے، ہم نہیں کہہ سکتے کہ ملت پڑھ رہی ہے، ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اپنے اثرات، اپنے وسائل، اپنی طاقت وتوانائی علم کے فروغ میں لگائیں اور اس راہ کی دشواریاں دور کرنے کے لیے جدو جہد کریں یہ ہمارا اسلامی اور ایمانی تقاضہ بھی ہے اور مذہبی فریضہ بھی۔

دوسری چیز جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیات مبارکہ میں ہمیں دیکھنے کو ملتی ہے اور جس کے ذریعہ آپ نے مشکل حالات، مصائب وپریشانیوں کا مقابلہ کیا وہ آپ کی قوتِ برداشت، عفو ودر گذر، صبر وطمانینت ہے، زندگی کا ہر لمحہ صفتِ حلم سے متصف اور مزین ہے، ہمیں سیرت کا مطالعہ اس نہج سے کرنا چاہیے اور آج کے دور میں جب کہ برداشت کا مزاج ختم ہوتا جا رہا ہے، پہلے سے کہیں زیادہ اس حوالہ سے سوچنے، سمجھنے پڑھنے اور بتانے کی ضرورت ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۱؍پر)

اجتماعیت

’’مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ہر حال میں اسلام کے تصور اجتماعیت کو اپنائیں کیونکہ مسلمانوں کی کامیابی کا انحصار مشترکہ جدو جہد، خاموش خدمت، شرعی احکام سے واقفیت، اور قوانین شرعی پر مسلسل عمل میں مضمر ہے، اس لئے ہماری ملت کو چاہئے کہ وہ اپنے گھر، خاندان، اپنی اولاد اور اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کی سنجیدہ فکر کرے اور معاشرتی اصلاح کی ایسی مہم چلائے جس کے تحت لوگ اپنے گھروں میں تلاوت آیات کے ساتھ مطالعۂ آیات اور مطالعۂ سیرت کا اہتمام کریں۔‘‘ (امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدینؒ)

بلا تبصرہ

’’جموں کشمیر کے گورنر ستیہ پال ملک نے اسمبلی کو تحلیل کر دیا ہے، جس سے غیر بی جے پی سرکار بننے کی امید ختم ہو گئی ہے، اس سے قبل پیپلز ڈیموکرٹک فنڈ کی سپریمو محبوبہ مفتی نے جموں کشمیر میں حکومت بنانے کا دعویٰ کیا تھا، انہوں نے بدھ کو گورنر کو ایک خط بھی ارسال کیا تھا، جس میں انہوں نے پی ڈی پی، نیشنل کانفرنس، اور کانگریس کے چھپن ارکان اسمبلی کی حمایت کا دعویٰ کیا تھا، گورنر نے یہ قدم بظاہر تینوں جماعتوں کے ہاتھ ملانے کے بعد بی جے پی مخالف حکومت بننے سے روکنے کے خلاف اٹھایا ہے، جو عوام کے جذبات کے خلاف ہے‘‘ (ایجنسیاں)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

اخلاص وللّٰہیت معیار تقویٰ ہے:

’’پیغمبر نے تیور چڑھالی اور منہ پھیرلیا،اس بات سے کہ ان کے پاس ایک اندھا آیا اور آپ کو کیا معلوم کہ شاید وہ نابینا آپ کی تعلیم سے پورے طور پر سنور جاتا، یا نصیحت حاصل کرنا چاہتا تو نصیحت اس کے لیے مفید ثابت ہوتی؛ لیکن جو شخص دین سے بے پروائی کرتا ہے آپ اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، حالانکہ اگر وہ تزکیہ نہ حاصل کرے تو آپ پر کوئی الزام نہیں اور جو شخص آپ کے پاس دین کے شوق میں دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ خدا سے ڈرتا ہے، آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں اور غفلت برتتے ہیں، ہرگز ایسا نہ کیجئے، یہ تو نصیحت کی چیز ہے جو چاہے اس کو حاصل کرے‘‘۔(سورہ عبس:۱۲)

مطلب:اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ ایک دفعہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رؤوساء قریش اور سربراہان مکہ کو توحید کی دعوت اور اسلام کی صداقت وحقانیت کے متعلق کچھ سمجھا رہے تھے، دلائل و براہین سے وحدانیت کے بارے میں ان کے عقائد کو درست فرمارہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن مکتوم تشریف لائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کرنے لگے کہ اے اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کو جو علم عطا کیا ہے، اس میں سے کچھ مجھے بتلائیے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اچانک آمد اور بے وقت سوال کرنا گراں گذرا کہ اس وقت صنادید قریش بیٹھے ہیں، اگر یہ لوگ اسلام قبول کرلیں گے تو ان کی وجہ سے ہزاروں اشخاص ہدایت پر آسکتے ہیں اور ابن مکتوم بہرحال مسلمان ہیں، ان کو سمجھنے اور تعلیم حاصل کرنے کے ہزاروں مواقع ہیں، غرضیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر انقباض کے اثرات ظاہر ہونے لگے، اس پر قرآن کریم کی یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ ان مشرکوں کو چھوڑو اور اللہ کے نیک بندوں کی طرف توجہ کرو، جن کے قلوب نور ایمان کی دولت سے منور ہیں، اگر وہ منکر اسلام کو قبول نہیں کریں گے تو آپ کا کیا نقصان ہوگا؟ آپ کی ذمہ داری تو صرف پیغام رسانی ہے، اس لیے جو متکبر اسلام سے بے نیازی برتتے ہیں، آپ ان کی فکر نہ کریں۔احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر اس کے بعد جب بھی وہ نابینا صحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے، آپ ان کی تعظیم وتکریم کرتے اور عزت سے بٹھاتے اور فرماتے تشریف لائیے، آپ کی وجہ سے میرے آقا ومولیٰ نے میری سرزنش کی ہے۔اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک عزت واحترام اور تقدس کا معیار خاندانی وجاہت اور مال دولت کی فراوانی نہیں ہے؛ بلکہ اس کے نزدیک اخلاص وللّٰہیت میں پختگی اور اخلاق واعمال میں پاکیزگی معیار شرف ہے، عام طور پر لوگ شکستہ حال غریبوں کو معاشرے اور سماج میں ترچھی نظروں سے دیکھتے ہیں، ان کے ملنے جلنے اور کھانے پینے میں کراہت محسوس کرتے ہیں۔اسلام نے پوری صراحت اور تاکید کے ساتھ اس غلط نظریے کی تردید کی اور واضح کیا کہ عقیدہ اور عمل کی بنیاد پر اللہ کے یہاں فیصلے ہوتے ہیں، وہ نابینا صحابی جس کے دل میں دین کا شوق اور عمل کا جذبہ موجزن تھا، بہتر تھے، ان خوبصورت آنکھوں والے دولت مند متکبروں سے جو اپنے کو رشد وہدایت سے بے نیاز سمجھ رہے تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غایت تکریم کے ساتھ خطاب فرمایا کہ عام مسلمان بھی ان باتوں کا لحاظ وخیال رکھے۔علامہ شبیر احمد عثمانی نے ان آیتوں کی تفسیر میں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جو لوگ اپنے غرور اور شیخی میں حق کی پرواہ نہیں کرتے اور ان کا تکبر اجازت نہیں دیتا کہ اللہ اور اس کے رسول کے سامنے جھکیں، آپ ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ یہ کسی طرح مسلمان ہوجائیں؛ تاکہ ان کے اسلام کا اثر دوسروں پر پڑے، حالانکہ اللہ کی طرف سے آپ پر کوئی الزام نہیں، آپ کا فرض دعوت وتبلیغ کا تھا، وہ ادا کرچکے اور کررہے ہیں، آگے ان لاپرواہ متکبروں کی فکر میں اس قدر انہماک کی ضرورت نہیں کہ سچے طالب اور مخلص ایماندار توجہ سے محروم ہونے لگے۔(ص:۷۷۷)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں تیس ایسے جھوٹے پیدا ہوں گے، جن میں ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں ہوسکتا۔(ابوداؤد شریف)

وضاحت:پوری امت اسلامیہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا، اللہ نے سلسلہ نبوت کو آپ پر ختم کردیا اور یہ عقیدہ کتاب وسنت سے ایسے محکم اور قطعی طریقہ پر ثابت ہے کہ اس میں ذرہ برابر شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ میں تمام نبیوں کے بعد آیا ہوں اور تم ساری امتوں کے بعد آخری امت ہو، گویا آپ کے بعد قیامت تک جتنے انسان آئیں گے، وہ سب آپ کی امت میں داخل ہوں گے، اس لیے آپ کے بعد جو بھی کسی طرح کی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، وہ جھوٹا، کذاب اور فریبی ہے، ایسا شخص کافر اور مرتد ہے، قاضی عیاض نے وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ جو شخص آپ کے ساتھ، یا آپ کے بعد کسی قسم کا نبوت کا دعویٰ کرے، یا صفائی قلب کے ذریعہ نبوت کے درجہ تک پہونچنے اور کسب کے ذریعہ اس کو حاصل کرنے کو جائز سمجھے، یا جو یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے، اگرچہ صراحۃ نبوت کا دعویٰ نہ کرے، پس یہ سب کفار ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے والے ہیں؛ کیوں کہ آپ نے خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، آپ خاتم النبیین ہیں۔تفسیر روح المعانی میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر کتاب اللہ ناطق ہے، اس لیے اگر کوئی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے خلاف نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ مرتد ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہوجائے گا۔خلیفہ عبدالملک بن مروان نے حارث نامی مدعی نبوت کو قتل کرکے عبرت کے لیے سولی پر لٹکا دیا تھا۔(بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

بوقت نکاح یہ شرط لگائی کہ بیوی میکہ ہی میں رہے گی تو کیا حکم ہے؟

زید نے نابینا فاطمہ سے اس شرط پر شادی کی کہ فاطمہ ہی کے گھر رہیں گے، بعد عقد چند ایام سسرال میں رہا اور پھر اپنے اصل مکان چلا گیا، نابینا فاطمہ کے والدین نے بعد انتظار زید سے اپنے مکان پر رہنے کے متعلق کہا تو وہ وہاں رہنے سے انکار کررہا ہے اور طلاق بھی نہیں دے رہا ہے۔اب نابینا فاطمہ کے حق میں شریعت کی طرف سے کون سا طریقہ احسن ہوگا؟

الجوابــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

نکاح ان عقود میں سے ہے جو شروط فاسدہ سے فاسد نہیں ہوتا اور نکاح صحیح ہوجاتا ہے البتہ شرط فاسد کا پورا کرنا لازم نہیں ہوتا۔مذکورہ صورت میں بھی زید پر لازم نہیں ہے کہ وہ فاطمہ ہی کے گھر پر رہے، اب آپ لوگوں کو چاہئے کہ فاطمہ کو زید کے یہاں رخصت کردیں۔فقط۔واللہ تعالیٰ اعلم۔عبداللہ خالد مظاہری

شادی شدہ لڑکی پر والدین کی خدمت

کیا شادی شدہ لڑکی جو اپنے شوہر کے پاس سسرال میں رہتی ہے، اس پر بھی والدین کی خدمت وتیمارداری فرض ہے یا صرف خوشدامن وشوہر کی؟

الجوابــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اگر والدین بوڑھے ہوں، بیمار ہوں، اپنی لڑکی کے پاس جانے کی قدرت نہ رکھتے ہوں اور ان کے پاس دوسرا شخص خدمت کرنے والا نہ ہو تو لڑکی ہفتہ میں ایک مرتبہ اپنے والدین کے پاس جاکر ان کی خدمت کرے گی، شوہر منع نہیں کرسکتا ہے، اگر شوہر منع کرے گا تو اس کی اجازت کے بغیر بھی جاسکتی ہے، اس لئے کہ خدمت کے اعتبار سے والدین کا حق مقدم ہے، اپنے شوہر اور خوشدامن کی بھی خدمت کرے گی، البتہ خسر کی جسمانی خدمت سے احتراز ضروری ہے کیونکہ اس میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔

نوشہ کی گاڑی کو سجانا

بارات کے دن جس گاڑی پر نوشہ ہوتا ہے اس کو خوب سجایا جاتا ہے۔جس پر ہزاروں روپئے صرف ہوتے ہیں، یہ سجاوٹ جائز ہے یا نہیں؟

الجوابــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

گاڑی کو سجانا فضول خرچی ہے اس لئے اس سے احتراز لازم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ان المبذرین کانو اخوان الشیٰطین (بنی اسرائیل : ۲۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم محمد جنید عالم ندوی قاسمی

بھوج کے بدلہ رقم لینا

کسی گاؤں میں سماجی طور پر خود ساختہ قانون کے ساتھ بوقت شادی لڑکے اور لڑکی والوں سے بھوج کے بجائے طے شدہ رقم وصول کرکے فنڈ میں جمع کی جاتی ہے، جس کے بعد وہ آزاد ہوجاتے ہیں کہ کسی کو بھوج کھلائیں یا نہ کھلائیں اور گاؤں والے بوقت ضرورت مثلاً بارات وغیرہ میں پوری طرح خدمت کرنے میں شرعی نقطہ نظر سے اس کا کیا حکم ہے؟

الجوابــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بوقت شادی لڑکے یا لڑکی والوں پر بھوج کھلانا ضروری نہیں ہے، اگر ان پر دباؤ ڈال کر یا قانون بناکر ان سے بھوج کھایا جائے یا اس کے عوض کوئی رقم لی جائے تو وہ شرعاً حرام ہوگئی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم ایک دوسرے کا مال غلط اور ناجائز طریقے سے مت کھاؤ۔(نساء:۲۹) اسی طرح حدیث میں ہے کہ کسی مسلمان کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لینا اور اس کو استعمال کرنا حرام ہے۔(سنن الدارقطنی کتاب البیوع ۲۶/۲) فقط۔

منکرات والی شادی میں شرکت

میرے ایک قریبی رشتہ دار کے یہاں شادی ہے جس میں بینڈ باجا، گانا اور ناچ وغیرہ کا نظم ہے۔ایسی شادی میں میرے لئے شرکت جائز ہے یا نہیں؟

الجوابــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر آپ مقتدیٰ اور پیشوا ہیں یا آپ ان کے ایسے رشتہ داروں میں سے ہیں کہ آپ کے شریک نہ ہونے سے شادی والوں کو رنج ہوگا اور توقع ہو کہ وہ ان منکرات وفواحش سے باز آجائیں گے تو آپ شرکت نہ کریں، آپ کی شرکت ناجائز ہے، اور اگر آپ مقتدی اور پیشوا نہیں ہیں یا ایسے رشتہ دار نہیں ہیں کہ آپ کی عدم شرکت کی ان کو کوئی پرواہ ہوگی تو ایسی صورت میں ناجائز کاموں میں شریک ہونا جائز نہیں ہے، البتہ جائز امور میں شرکت کی گنجائش ہے۔واضح رہے کہ اس صورت میں بھی ناجائز امور کو روکنے کی کوشش حسب استطاعت ضروری ہے۔اس سلسلہ میں اس حدیث کو پیش نظر رکھنا چاہئے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارے سامنے کوئی برائی ہورہی ہو تو اگر تم اس کو ہاتھ سے روکنے کی استطاعت رکھتے ہو تو ہاتھ سے روکو، اگر زبان سے روکنے کی طاقت ہے تو زبان سے روکو اور اگر یہ بھی نہ ہو تو کم از کم دل میں برا سمجھو، اور یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے۔فقط۔واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیه بهار اڑیسه وجهار کهنڈ کا ترجمان

نقیب
ہفتہ وار
پھلواری شریف، پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 46 مورخہ ۱۷/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۶/نومبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

ہردم رواں

حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کے حکم کے مطابق بہار، جھارکھنڈ اڈیشہ کے مختلف اضلاع اور مرکزی شہروں میں نقباء، نائبین نقباء، مشیران نقیب، علماء ائمہ مساجد، ذمہ داران مدارس اور سماجی کارکنوں کا خصوصی تربیتی اجلاس رکھا گیا ہے، پروگرام کے مطابق پہلے مرحلہ میں مشرقی چمپارن، مغربی چمپارن، مظفر پور، سیتامڑھی، دربھنگہ، مدھوبنی، دھنباد، رانچی اور راورکیلا میں اس اجلاس کا انعقاد ہونا ہے، اس سلسلہ کا آغاز مشرقی اور مغربی چمپارن سے کردیا گیا ہے، گذشتہ ۱۷/۱۸/نومبر کو مغربی چمپارن کے بتیا اور ۱۹/۲۰/نومبر کو مشرقی چمپارن کے لہن ڈھاکہ میں اجتماعات منعقد ہوئے، جس میں بڑی تعداد میں متعلقہ افراد نے شرکت کی، ان اجتماعات میں حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم بنفس نفیس شریک ہوئے اوران حضرات کے خیالات، مسائل اور مشکلات کو تفصیل سے سنا اور دو دو گھنٹے اس کے لئے وقف کیا اور پوری دل جمعی کے ساتھ تحریری اور تقریری باتوں کو سن کران کی راہنمائی فرمائی۔

لوگوں کی طرف سے کثرت سے جو مسائل اٹھائے گئے ان میں غریب آبادیوں میں مکاتب کا قیام، قبرستان کی گھیرا بندی، شادی بیاہ میں تلک وجہیز کی لعنت اور غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ مسلم لڑکیوں کے چلے جانے کا موضوع حاوی رہا، حضرت نے بعض جگہوں پر عام مسلمانوں کی مدد سے مسجد کی تعمیر، ضرورت مند گاؤں میں مکاتب کے قیام، سرکار کو متوجہ کر کے قبرستان کی گھیرا بندی کروانے کی یقین دہانی کرائی، انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ مسلمان اتحاد کے ساتھ رہیں، ایک امت اور ایک جماعت بن کر زندگی گزاریں تو ان کی قوت مستحکم ہوگی اور وہ اپنے اس اجتماعی قوت سے بہت سارا کام لے سکتے ہیں، حضرت نے اپنے خطاب میں یہ بھی واضح کردیا کہ معاملہ قلت و کثرت کا نہیں، تعداد کا نہیں، استعداد کا ہے، جب ہم پندرہ سو کی تعداد میں تھے ہندوستان میں عدل وانصاف کا نظام ہمارے حوالہ کردیا گیا تھا، جب ہماری تعداد کچھ اور زیادہ ہوئی تو ہمیں زمین کا ایک گوشہ حکومت کے لئے مل چکا تھا، واقعہ یہ ہے کہ ہم ہندوستان میں کبھی بھی اکثریت میں نہیں رہے، ہم نے اقلیت میں رہتے ہوئے اس ملک پر حکومت کی ہے، مسئلہ اس لئے بگڑ گیا کہ ہم اسلامی اور ایمانی زندگی سے دور ہوتے چلے گئے، اللہ رب العزت نے ایمان وعمل صالح کے ساتھ اس ملک کی کنجی ہمارے ہاتھ میں دی تھی، آج ہمارے اخلاق واقدار بدل گئے، ایماندار لوگوں کی تعداد کم ہوگئی، پہلے بیس بیس ایمان دار لوگوں کے نام ایک ایک حلقے سے ایک نشست میں لکھا جاسکتا تھا، اب ہفتوں غور کرنے کے بعد بھی پورے اطمینان کے ساتھ ایک دو نام پیش کرنے میں دشواری آرہی ہے، اس لئے ہمیں اپنی تعداد کی کمی کے بجائے استعداد وصلاحیت اور اپنے ایمان پر ثبات واستقامت کے لئے محنت کرنی چاہئے، اپنے اخلاق وکردار پر ایمانی انداز میں توجہ دینی چاہئے، علو برتری کا اعلان ایمان والوں کے لئے ہے، بے ایمانوں کے لئے نہیں۔ حضرت نے مختلف موقعوں سے اردو پڑھنے اور لکھنے کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا کہ ہمارا بڑا علمی سرمایہ اس زبان میں ہے، ہمیں اس کے سیکھنے کا خاص اہتمام والتزام کرنا چاہئے۔

حضرت نے اپنے خطاب میں جسمانی صحت وتندرستی اور قوت بازو کی اہمیت بتائی، اور لوگوں سے کہا کہ سرکار کی مختلف اسکیمیں جو صحت وتندرستی کے حوالہ سے چلائی جارہی ہیں، مثلاً اسکاؤٹ، ان سی سی وغیرہ ان کے کیمپ اپنے یہاں بھی لگانے چاہئے، تاکہ ہمارا نوجوان طبقہ اس سے فائدہ اٹھا کر اپنی جسمانی طاقت اور حفظان صحت کے اصولوں کو سیکھ کر اس کے مطابق زندگی گذارے، کیوں کہ کمزور انسان سے زیادہ طاقتور انسان اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہیں۔

مسلم لڑکیوں کے غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ رشتہ بنانے کی خبر پر آپ نے تشویش کا اظہار کیا اور گارجین حضرات کو ہدایت دی کہ اپنے بچے بچیوں کی تربیت سے غافل نہ رہیں، آلۂ شیطانیہ (موبائل) کے استعمال پر نگاہ رکھیں، ضرورت کے مطابق اس کا استعمال کیا جائے، اور شیطانی کام جو اس سے لئے جانے لگے ہیں، اس سے آخری حد تک بچا جائے، جو لڑکیاں اسکول جارہی ہیں ان کے بارے میں اسکول میں بھی جا کر معلومات حاصل کی جاتی رہے تو ارتداد کے اس سلسلہ کو روکا جاسکتا ہے، دیکھا یہ جارہا ہے کہ گارجین حضرات داخلہ کرانے کے بعد اسکول کی طرف جھانکتے بھی نہیں ہیں، جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو آنکھ کھلتی ہے جب تک بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے، مختلف موقعوں پر حضرت کے تفصیلی خطاب کے یہ چند ضروری امور تھے جو یہاں درج کئے گئے مکمل رپورٹ اسی شمارہ میں آپ پڑھ سکیں گے۔

حضرت کے اس دورے سے مشرقی ومغربی چمپارن کے مسلمانوں کو حوصلہ ملا ہے، امارت شرعیہ سے تعلق میں مضبوطی آئی، نئے لوگ جڑے اور سینکڑوں لوگوں نے حضرت کے دست حق پرست پر بیعت کر کے گناہوں سے توبہ کیا اور آئندہ شرعی زندگی گذارنے کا عہد کیا، حضرت کے اس چار روزہ قیام سے دینی، شرعی، ایمانی، احتسابی اور منکرات سے اجتناب کا جو ماحول بنا ہے، بجا طور پر توقع کی جارہی ہے کہ اس سے دور رس اور دیرپا اثرات ہونگے، اور نقباء، نائب نقباء، ارکان شوریٰ، مجلس ارباب حل وعقد، ائمہ وعلماء اور ذمہ داران زیادہ مستحکم، مؤثر انداز میں امارت شرعیہ کے مقاصد کو آگے بڑھا سکیں گے، اور اس پیغام کو گھر گھر پہونچائیں گے جو اس ساری تگ ودو کا حاصل اور نچوڑ ہے۔

متحرک بنایئے

ہمارے یہاں بدعنوان افراد واشخاص پر نگاہ رکھنے کیلئے ایک شعبۂ نگرانی قائم ہے، اس کے دائرۂ کار میں ایسے اشخاص کو پکڑ کر قانون کے مطابق سزا دلانے کا کام بھی آتا ہے، لیکن یہ محکمہ اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں ناکام دکھ رہا ہے، ایک سروے کے مطابق سترہ سال میں یہ ادارہ صرف نواسی افراد کو سزا دلانے میں کامیاب ہوسکا ہے، ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۷ء تک دو ہزار سے زیادہ معاملات درج کئے گئے، ۱۵۲۷ معاملات ایسے ہیں جو عدالت میں زیر التوا ہیں، محکمہ میں مقدمات کا انبار ہے، لیکن تیزی سے ان کی سماعت نہیں ہو پارہی ہے، کورٹ میں گواہوں کی حاضری وقت پر نہ ہونے کی وجہ سے بھی دشواریاں پیدا ہورہی ہیں، کئی معاملات میں ملزمین اتنے چالاک ہیں کہ ثبوت وشواہد جٹانے میں نگرانی محکمہ کو پسینے چھوٹ جاتے ہیں، بعض معاملات پر خارجی دباؤ بھی اثر انداز ہورہا ہے۔

۲۰۰۶ء سے ۲۰۱۷ء تک کے اعداد وشمار پر ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ ۲۰۰۶ء میں ۸۶، ۲۰۰۷ء میں ۱۳۳، ۲۰۰۸ء میں ۱۱۶، ۲۰۰۹ء میں ۱۲۹، ۲۰۱۰ء میں ۹۹، ۲۰۱۱ء میں ۹۲، ۲۰۱۲ء میں ۸۷، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴ء میں ۸۶، ۲۰۱۵ء میں ۱۰۰، ۲۰۱۶ء میں ۱۱۰، ۲۰۱۶ء میں ۱۳۰، اور ۲۰۱۷ء میں ۲۰۵ معاملات درج ہوئے، لیکن سزا صرف اب تک ۸۹ لوگوں کو ہوسکی، ظاہر ہے یہ سست رفتاری اور ناکامی کی واضح مثال ہے، اس سست رفتاری اور ناکامی کی وجہ سے بدعنوانی بڑھتی جارہی ہے، اور عوام پر دہری مار پڑ رہی ہے ایک مہنگائی کی دوسرے جائز کاموں کے کروانے میں موٹی رشوت دینے کی، یہ صورت حال نہ تو حکومت کے لئے قابل تعریف ہے اور نہ عوام کے لئے قابل اطمینان، اس لئے ضروری ہے کہ اس صورت حال کو بدلا جائے اور ادارہ کو مزید فعال بنایا جائے، جو رکاوٹیں ہیں انہیں دور کیا جائے، نگرانی محکمہ میں کورٹ کی تعداد کم ہے تو اس میں اضافہ کیا جائے، تاکہ بدعنوانی سے پاک ملکوں میں ہندوستان کا بھی شمار ہوسکے۔

انصاف کی دستک

یکم نومبر ۱۹۸۴ء کا دن سکھوں کے لئے قیامت سے کم نہیں تھا، ملک کی وزیر اعظم اس وقت اندرا گاندھی تھیں، جنہیں ان کے باڈی گارڈ محافظ دستے کے جوانوں نے گولی مار کر قتل کردیا تھا، اتفاق سے دونوں سکھ تھے اور انہوں نے اندرا گاندھی کو قتل کر کے بقول ان کے گولڈن ٹمپل پر حملہ کا بدلہ لیا تھا، ان ناعاقبت اندیشوں کے کالے کارنامے کی وجہ سے دوسرے دن سے اس قوم پر آفت ٹوٹ پڑی، پورے ہندوستان میں سکھوں کے جان ومال پر اس آفت کا اثر ہوا، سینکڑوں لوگوں نے جانوں سے ہاتھ دھویا، دوکان اور اموال لوٹ لئے گئے، گھروں کو آگ لگایا گیا، اسی موقع سے یشپال سنگھ اور نریش سہراوت نے سکھ نوجوان ہردیو سنگھ اور اوتار سنگھ کو قتل کردیا تھا، چونتس سال اس واقعہ کو گذر گئے اب فیصلہ آیا ہے جس میں یشپال سنگھ کو پھانسی اور نریش سہراوت کو عمر قید کی سزا دی گئی ہے، یہ ٹھیک ہے کہ اندرا گاندھی کے قاتلوں کو سزائے موت دی جاچکی ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آج بھی سکھوں کو قتل کرنے والے آزادانہ گھوم رہے ہیں اور ان تک قانون کے لمبے ہاتھ چونتس سال بعد بھی نہیں پہونچے ہیں، اسی لئے میں نے اسے انصاف کی دستک قرار دیا ہے، دستک سے امید بڑھتی ہے کہ انصاف ملے گا، دیر سے ہی سہی مجرمین کیفر کردار تک پہونچیں گے، ناامیدی میں یہ بھی بڑے امید اور لمبے امید کے زمرے میں آتا ہے، ہاشم پورہ قتل عام کے مجرموں کو سزا دینے کے بعد یہ دوسرا اہم فیصلہ ہے جس سے عدلیہ کے اس اہم ستون پر اقلیتوں کا اعتماد بحال ہوا ہے۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ اسی قسم کا ایک فساد ۲۸/فروری ۲۰۰۲ء کو مسلم اقلیت کے خلاف شر پسندوں نے بھڑکایا تھا، اس فساد میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان شہید کئے گئے عورتوں کی آبروریزی کی گئی ان کے حمل پیٹ چاک کر کے نکالے گئے، اور نیزوں پر اچھالے گئے، املاک لوٹے گئے، دوکان ومکان جلا دیئے گئے، اسی طرح بابری مسجد کے انہدام کے بعد پورے ملک کو فساد کی آگ میں جھونک دیا گیا، چونکہ ان دونوں واقعات کا تعلق مسلمانوں سے رہا ہے اور حکومت کے بارے میں عام تصور ہے کہ وہ مسلم مخالف ہے، اسی لئے اس واقعے میں ملوث قاتلوں کو سزا دلانے کی پہل حکومتی سطح پر نہیں ہورہی ہے، اور مسلمان اب بھی انتظار کے مرحلے سے گذر رہے ہیں، اس ملک میں اقلیتوں کے ساتھ جو سلوک ہورہا ہے اس سے بچنے کے لئے اقلیتوں کے حق میں انسداد مظالم اس سی، اس ٹی ایکٹ کی طرح کا قانون بنانا ضروری ہے، تاکہ مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے لوگوں میں ایک خوف پیدا ہو، اور وہ اس قسم کے مجرمانہ عمل سے باز رہیں۔

داعیٔ اسلام حاجی عبدالوہابؒ کا انتقال

داعیٔ اسلام حاجی عبدالوہابؒ نے ۱۸/نومبر بروز اتوار بوقت صبح صادق مطابق ۹/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ طویل علالت کے بعد جان جاں آفریں کو سپرد کردی، ان کی عمر پنچانوے سال تھی، وہ پاکستان کے تبلیغی جماعت کے امیر اور عالمی مجلس شوریٰ کے رکن تھے، انہوں نے بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا الیاس کاندھلویؒ کے ساتھ دعوت وتبلیغ کا کام شروع کیا تھا اور اپنی پوری زندگی اس اہم کام کے لئے وقف کردی تھی، ان کا قیام رائے ونڈ پاکستان کے تبلیغی مرکز میں تھا، رائے ونڈ کا تبلیغی اجتماع لوگوں کی غیر معمولی شرکت کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور ومعروف ہے، وہاں کے اجتماع گاہ میں پندرہ لاکھ لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے، لیکن حاجی صاحب کی مقبولیت ومحبوبیت کی وجہ سے یہ میدان چھوٹا پڑ گیا اور بہت سارے لوگوں نے دوسری جگہ جنازہ کی نماز پڑھی یا جام میں پھنس گئے اور ان کے حصہ میں محرومی آئی، جنازہ کی نماز مولانا نذر رحمان نے پڑھائی۔

حاجی عبدالوہابؒ ۱۹۲۲ء میں سہارنپور کے قریب ایک موضع میں پیدا ہوئے، انہوں نے اسلامیہ کالج لاہور سے بی اے کی ڈگری لی اور انگریز حکومت میں تحصیلدار کے طور پر کام شروع کیا، ۱۹۴۴ء میں ان کی ملاقات مولانا الیاسؒ سے ہوئی، وہ پانچ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اول مرحلہ میں پوری زندگی کے اس کام کے لئے وقف کرنے کا ارادہ کرلیا، تقسیم ہند کے بعد پاکستان منتقل ہوئے، وہ پاکستانی تبلیغی جماعت کے تیسرے امیر تھے اور ۱۹۹۵ء سے امیر کے طور پر خدمات انجام دے رہے تھے، ان کا شمار دنیا بھر کے پانچ سو بااثر شخصیات میں دسویں نمبر پر تھا، وہ مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ (م ۱۵/اگست ۱۹۶۲ء) کے خلفاء میں سے تھے، انہوں نے پوری زندگی لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے کا کام کیا اور رب کائنات نے بلایا تو بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوگئے رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

یادوں کے چراغ

امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ

ایک بلند نگاہ میر کارواں

: مولانا رضوان احمد ندوی

علماء سلف کے حالات کتابوں میں بہت پڑھے ہیں، لیکن ایسے چند ہی بزرگوں کو دیکھنے کا موقع ملا جن کے اندر علم وعمل کا کمال نظر آیا ہو، اللہ کے انہیں مقبول ترین بندوں میں ہمارے مخدوم امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ کی شخصیت تھی، وہ علم وفضل کے آفتاب ومہتاب تھے، اس عہد کے آسمان علم وفضل پر بے شمار درخشاں ستارے روشن تھے لیکن بدر منیر حضرتؒ کی ذات تھی۔

یوں تو حضرت امیر شریعت کی ہمہ جہت شخصیت اور متعدد امتیازی پہلوؤں پر ماضی میں کئی مفید علمی وتحقیقی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، سوانح نگاروں کے بصیرت افروز قیمتی مضامین ونگارشات بھی چھپ چکے ہیں جو سب قابل قدر اور لائق مطالعہ ہیں، خاص کر ''حضرت امیر شریعت رابع'' مطبوعہ امارت شرعیہ اپنی افادیت، جامعیت اور تنوع کے اعتبار سے بڑی اہمیت کا حامل ہے اس میں ان کے ہم عصر علماء ومشائخ نیز نامور تلامذہ کے گرانقدر احساسات شامل ہیں، اس کے علاوہ ''نقوش وتاثرات''، ''حیات رحمانی''، ''سوانح حضرت امیر شریعت'' وغیرہ کتابیں دستاویزی حیثیت رکھتی ہیں، بایں ہمہ حضرت امیر شریعت رابع کی جامع شخصیت پر بہت کچھ لکھنے کی ضرورت باقی ہے۔

اس پس منظر میں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ مردم گری اور افراد سازی کا ہے۔ آج کے دور کا سب سے بڑا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ملی ادارے اور رفاہی وفلاحی تنظیمیں بڑے بڑے منصوبے تو بنالیتی ہیں، لائحہ عمل اور پروگرام بھی مرتب ہوجاتا ہے، قراردادیں اور تجاویز بھی پاس ہوجاتی ہیں، لیکن اس میں رنگ بھرنے والے مناسب افراد ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے ہیں، یہ حضرت امیر شریعت رابع کی بالغ نظری، دوراندیشی ودانشمندی کی بات ہے کہ وہ منصوبوں کو بروئے کار لانے اور اپنے ذہنی خاکوں کی تکمیل کے لئے ایسے ہونہار باصلاحیت افراد کی ٹیم تیار کرنے میں کامیاب ہوگئے جو ان کے معاون بھی بنے رہے اور دست راست کی حیثیت سے ملی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے اور ان کی وفات کے بعد ان کے مشن کو زندہ بھی رکھا، اس کی سب سے بڑی مثال ہمارے مخدوم عالی مرتب امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کے علاوہ حضرت مولانا سید نظام الدین ''امیر شریعت سادس'' اور حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کی ہے: حضرتؒ کی محنت اور تربیت نے ان سب کو کہاں سے کہاں پہونچا دیا۔

یہ سبھی حضرات حقیقی معنوں میں حضرت امیر شریعت رابعؒ کے وارث اور صحیح جانشین ثابت ہوئے، ہم ان بزرگوں سے مختلف مجلسوں میں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے سنا ہے، ایک موقعہ پر امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ ہفتہ وار نقیب کے مضامین پر نگاہ ڈال رہے تھے کہ اچانک ایک لفظ پر آپ کی نظر ٹھہر گئی؛ وہ لفظ تھا: ''عبقریت'' آپ نے مجھے طلب کیا اور فرمایا کہ والد محترم فرمایا کرتے تھے: ''سہل نہیں آسان لکھا کرو'' حالانکہ سہل اور آسان دونوں ہم معنیٰ لفظ ہیں لیکن قارئین کے ذہنی بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے حضرت امیر شریعت رابعؒ نے آسان کے لفظ کو قریب الفہم بتلایا اور اسی کو فصیح وبلیغ قرار دیا، حضرتؒ کے اس انداز تربیت نے حکیم الامت حضرت تھانویؒ اور حضرت گنگوہیؒ کی یاد تازہ کردی۔ یقین مانئے کہ ان کے اندر مردم شناسی کی بے پناہ صلاحیت تھی، وہ آدمی کو خوب پہچانتے اور ان کے اندر کی پوشیدہ صلاحیتوں کو ابھارتے اور کام کا آدمی بناتے۔ حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کو نکھارنے اور سنوارنے میں حضرت امیر شریعت رابعؒ کا خون جگر شامل تھا۔ جس کا انہیں خود اعتراف واقرار رہا انہوں نے ایک موقعہ پر لکھا ہے کہ ''حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ نے ایک حقیقی باپ کا میرے ساتھ معاملہ کیا اور اس میں کوئی شبہ نہیں میری خفیہ صلاحیتوں کے ابھارنے اور اجاگر کرنے میں حضرت مولانا مرحوم سب سے آگے رہے، مولانا شفقت ومحبت کو میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا''

میں نے خود مختلف مجلسوں میں قاضی صاحب کو حضرت امیر شریعت رابعؒ کا تذکرہ عقیدت ومحبت کے ساتھ کرتے ہوئے سنا اسی طرح امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدینؒ نے سفر وحضر میں مجھ سے متعدد بار امیر شریعت رابع کی ہمہ جہت صلاحیتوں کے تذکرے کئے؛ وہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت کے اندر کام لینے کی بھی وہبی صلاحیت تھی وہ اپنی جوہر شناس نگاہوں سے لوگوں کی پوشیدہ صلاحیتوں کو جھانک لیتے، اسطرح ان کی نگرانی ورہنمائی میں بڑے بڑے کام انجام پاتے تھے۔ ۱۹۷۸ء کی بات ہے، اس وقت میری عمر کوئی گیارہ بارہ سال رہی ہوگی میں مدرسہ اسلامیہ عربیہ چھٹی ہنومان نگر ضلع سوپول (اس وقت کا ضلع سہرسہ) میں زیر تعلیم تھا، انہیں ایام میں فضا میں یہ خبر گشت کررہی تھی کہ حضرت امیر شریعت رابعؒ کا اس علاقہ میں دعوتی واصلاحی دورہ ہونے والا ہے، بچپن سے ہی ان کی زیارت کا شوق تھا۔ اس لئے اس خبر نے فرحت وانبساط کی لہر دوڑا دی۔

انتظار کی گھڑی ختم ہوئی۔ حضرت تشریف لائے، مدرسہ میں قیام فرمایا، علاقہ کے لوگوں کا بڑا ہجوم تھا، حضرت کا بیان ہوا، بات آئی گئی، پھر دوسرے دن بعد نماز فجر میرے والد ماجد عارف باللہ حضرت الحاج مولانا سلطان احمد صاحب پرنسپل مدرسہ نے مجھے طلب فرمایا اور حضرت کے قیام گاہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کردیا اور کہا کہ حضرت یہ میرا بچہ ہے، سر پہ ہاتھ پھیر دیجئے، حضرتؒ نے قریب کیا اور کچھ سوالات کئے، پھر شفقت کے ساتھ سر پر ہاتھ رکھا، دعائیں دیں؛ یہ ان سے میری پہلی ملاقات تھی، اسلئے میں انہیں جی بھر دیکھتا رہا، ان کے نورانی چہرے سے اخلاص ومحبت عیاں تھیں، صورت کی طرح سیرت بھی حسین، ظاہر وباطن میں اتنی یک رنگی کم ہی دیکھنے میں آئی۔ وقت اور زمانہ گزرتا رہا، جب دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخل درس ہوا تو یہاں جب بھی حضرت امیر شریعتؒ تشریف لاتے تو انہیں بہت قریب سے دیکھنے اور ان سے علمی استفادے کے مواقع ملتے رہے، ہمارے اساتذہ کرام بھی ان کی مجلسوں میں احترام وعقیدت کے ساتھ حاضر ہوتے اور بعض اہم ملی مسائل پر تبادلۂ خیال کرکے انبساط محسوس کرتے،، ان کی گفتگو میں ٹھہراؤ، جملے میں وقار اور ہر سطر میں ایک تجربہ اور مشاہدہ معلوم ہوتا، ندوہ میں اپنے عارضی قیام کے دوران کبھی طلبہ کی انجمن اصلاح البیان میں نصیحت آمیز گفتگو بھی فرماتے، ایسے ہی ایک موقعہ پر ہم طلبہ سے فرمایا کہ اگر موجودہ دور میں کوئی نقش قائم کرنا ہے تو اسکے لئے ہمیں اپنے طرز فکر اور طرز عمل میں تبدیلی لانی ہوگی، ۱۹۸۶ء کا ایک دلچسپ واقعہ ہے کہ حضرت مولانا عبداللہ عباس ندوی یورپ کے بعض ملکوں کے طویل سفر سے واپس ہوئے، چنانچہ طلبہ یونین کے صدر بھائی عادل سیوانی نے مولانا ندوی سے روئداد سفر سنانے کی درخواست کی، مولانا نے اسکو منظور کرلیا، ان ایام میں حضرت امیر شریعت رابعؒ ندوہ کی کسی میٹنگ میں شرکت کے لئے یہاں قیام پذیر تھے، طلبہ نے آپ سے بھی مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی دعوت دی، حضرت نے قبول کیا، چونکہ آپ مولانا ندوی کے قدردان تھے اور ان کے انداز بیان ونگارشات کے مداحوں میں تھے جس کا تذکرہ آپ نے اپنے سفرنامہ مصر وحجاز میں بھی کیا ہے، بہرحال ندوہ کے عباسیہ ہال میں اساتذہ وطلبہ کا ایک بڑا اجتماع ہوا، اوپر سے نیچے تک ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، سامنے اسٹیج پر حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی، حضرت امیر شریعت رابع، مولانا ابوالعرفان ندوی اور مولانا عبداللہ عباس ندوی جلوہ افروز تھے، تمہیدی کلمات کے بعد مولانا عبداللہ عباسؒ ندوی نے بڑی دلچسپی کے ساتھ سفر کے کوائف وروداد بیان کرنا شروع کیا جس میں مغربی تہذیب کے روشن و تاریک دونوں رخ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ برطانیہ نے ایک ایسی چھوٹی، چلتی پھرتی مشین ایجاد کی ہے کہ آپ اس کے ذریعہ متعلقہ شخص کے نمبر پر ہزاروں میل کے فاصلہ پر بیٹھے بات چیت کرسکتے ہیں، یہ ہم طلبہ کے لئے ایک نئی دریافت تھی، خاموشی کے ساتھ بڑی توجہ سے سنتے رہے، اسی اثناء میں نگاہ پھسلتی ہوئی حضرت امیر شریعت پر ٹک گئی، دیکھا کہ ان کے چہرے کا رنگ بدل رہا ہے اور پیشانی پر شکنیں پڑ رہی ہیں، اور ادھر مولانا عبداللہ عباس ندویؒ تھے کہ ایجادات وانکشافات کے موتی بکھیر رہے تھے، جب انہوں نے کہا کہ ایک ایسی پرنٹ مشین بھی تیار ہوگئی ہے جو انگلیوں کے ذریعہ بٹن دبانے پر اسکرین پر مضامین ٹائپ ہوتے جائیں گے پھر اسکو پرنٹ آؤٹ بھی کیا جاسکتا ہے، مزید انہوں نے کہا کہ اس مشین کی اسکرین پر قرآن مجید کی سورتیں اور آیات مکمل نمایاں ہوں گی آپ اس کو دیکھ کر تلاوت بھی کرسکتے ہیں۔ مولانا ابھی آگے کچھ اور انکشافات کرنا چاہ رہے تھے کہ حضرت امیر شریعتؒ نے میز پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ یہ آپ کیا فرمارہے ہیں، پھر بلند آواز سے پورے عزم واستقلال کے ساتھ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، مولانا عبداللہ عباس ندویؒ چونک پڑے، سناٹا چھا گیا، ہمارے سب ساتھی حیران وششدر رہ گئے، وہ منظر آج بھی ہمارے دل پر نقش ہے کہ مولانا ندوی اپنی کرسی پر خاموشی سے بیٹھ گئے، حضرت امیر شریعت کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر ایسا ہوا تو بندوں کا خالق سے رشتہ کمزور پڑ جائیگا، تعلیم یافتہ اصحاب اپنی ذہانت پر اعتماد کرنے کے بجائے کمپیوٹر کی مصنوعی ذہانت کو لائق اعتبار سمجھیں گے پھر وہ دور علمی انحطاط وزوال کا دور ہوگا، اب ذرا تنہائی میں غور کیجئے حضرت امیر شریعت نے ۳۵ سال پہلے مستقبل کے جن خدشات کو اپنی ایمانی بصیرت بلکہ نور بصیرت سے بھانپ لیا تھا، کیا آج وہ ہماری نظروں کے سامنے نہیں ہے؟ کیا جوان اور کیا بوڑھے، اوراق قرآن کو چھونے کی برکت سے محروم ہوتے جارہے ہیں، الا ماشاء اللہ! ۔ یہ تھا حضرت امیر شریعت کی مردم سازی کا نتیجہ، بلاشبہ وہ ایک بلند نگاہ میر کارواں تھے۔

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

خون جگر

:رضوان احمد ندوی

جناب ڈاکٹر اے ایم اظہار الحق ضلع ویشالی کے موضع چاند پور فتح کے ایک کہنہ مشق ادیب ونثر نگار ہیں، وہ درس وتدریس اور وکالت کے پیشہ سے وابستہ رہنے کے باوجود اپنے اشہب قلم سے صاحب ذوق کو علمی وفکری غذا فراہم کرتے رہتے ہیں، وہ خوب لکھتے ہیں اور ڈوب کر لکھتے ہیں، علم کے بحر ذخائر میں ڈبکی مار کر قیمتی ہیرے وجواہرات نکالتے ہیں اور طشت میں رکھ کر عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں، اس کے لیے وہ اپنی ادارت میں سہ ماہی مجلّہ ''مکمل انقلاب'' کے ذریعہ لوگوں کے دلوں پر دستک بھی دیتے ہیں اور ان کی معلومات میں اضافہ کرتے رہتے ہیں، جس کے باعث صحافتی میدان میں ان کا وقار واعتبار قائم ہے، حتی کہ کئی صحافتی ایوارڈ سے بھی سرفراز ہوچکے ہیں، انہوں نے ادھر چند مہینوں سے اپنے کچھ طبع شدہ مضامین کو کتابی شکل میں یکجا کرنے کا فیصلہ کیا، تاکہ اس کی افادیت عام ہوسکے، اسی سلسلہ کی ایک کڑی پیش نظر کتاب ''خون جگر'' کی طباعت بھی ہے، اس کتاب میں لائق مصنف کے 30 ادبی وتنقیدی، صحافتی اور سوانحی خاکے ہیں، ہم اس کو دو حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں، اس کا ایک حصہ ادب وصحافت پر مشتمل ہونا چاہیے، جس میں ہندوستان میں صحافت کا آغاز، اردو صحافت کی اشاعت، صحافت اور ہمارا معاشرہ، صحافت کی ذمہ داریاں، اردو صحافت کا تحریک آزادی میں رول کے عناوین کو رکھا جاسکتا ہے اور دوسرا حصہ شخصی نوعیت کا، ان میں چند ایسے علماء، ادباء اور فنکار کو رکھا جاسکتا ہے جو یا تو گمنامی کی زندگی بسر کرکے چلے گئے، یا بہت محدود شہرت رکھتے ہیں، جیسے مولانا محمد طاہر- حیات وکارنامے، امدام حسین فائک کی زندگی اور شاعری، ابوالوفا نجمی حیات وخدمات، فردالحسن فرد ایک سخن اور ایک ادیب، سعید پریمی، عبدالمنان جھارکھنڈ کی شان، تحسین روزی، تبسم ناز، کہکشاں، بشرا رحیمی وغیرہ کے حالات وخیالات اور ان کی ادبی وفنی کمالات کا مختصر جائزہ، بلاشبہ ان میں ہر مضمون تحقیق ومحنت کا نمونہ ہے، ٹائٹل کے اندرونی گرد پوش پر ایسے ادبی شخصیات کی عکسی تصویر بھی شریک اشاعت ہیں، جن کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اگلے صفحات میں اظہار خیال کیا گیا۔ فاضل مصنف نے ان مضامین پر اظہار خیال کرنے کے وجوہات بھی بیان کئے ہیں۔ ''دل میں جو شمع خیال تھا، شعلہ بن کر دھڑکنے لگا، شعلہ کی تپش نے اندر کی آنکھوں کے آنسو اور جگر کے خون کو روشنائی میں تبدیل کردیا اور پھر یہ قلم کے ذریعہ قرطاس ابیض پر سنہرے حروف بن کر پھیلنے لگے، ان موتی نما الفاظ کو اپنے پاس سجا کر رکھنا ناانصافی ہوتی؛ اس لیے انہیں اخباروں اور رسالوں کی زینت بنانے کی جدوجہد شروع کردی''۔ (ص:۸)

مذکورہ کتاب کی عبارتوں اور اسلوب نگارش سے آپ نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ فاضل مصنف کا طرز تحریر شگفتہ اور بلیغ ہے، خیالات میں رفعت اور پاکیزگی بھی ہے، البتہ کتاب کا یہ پہلو قابل توجہ ہے کہ ان میں موضوع کے اعتبار سے کوئی ترتیب نہیں ہے، یعنی اگر مضامین کو مختلف ابواب وفصول کے ذیل میں ترتیب دیئے ہوتے تو اس سے حسن ترتیب میں جدت وندرت پیدا ہوتی اور قارئین ذہنی بوجھ سے محفوظ رہتے، ہاں اس قیمتی مجموعہ میں فن اور تکنیک کے زاویے سے خواہ کتنی ہی تنقید کیوں نہ کی جائے، مگر مواد اور جذبات کے لحاظ سے ان کو پڑھ کر ہر وہ دل اچھا اثر لینے پر مجبور ہوگا، جس کو سلیقہ سے دھڑکنے کی تھوڑی سی بھی توفیق حاصل ہو، میں اس کے لیے لائق مصنف کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کتاب کی ابتدا میں جناب عبدالمجید حاجی پوری جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو ویشالی کے گیارہ سطری تحسینی کلمات نے اس کی افادیت کو مزید دوچند کردیا ہے، کتاب کی طباعت عمدہ اور صاف ستھری ہے اور کاغذ بھی معیاری ہے، کمپوزنگ کی ہلکی پھلکی غلطیاں اور خامیاں اب کوئی نئی بات نہیں رہی ہے، ۲۲۴ صفحات پر مشتمل کتاب کی قیمت تین سو روپے کی پرنٹ محل نظر ہے؛ لیکن صاحب ذوق کے لیے ایک حسین گلدستہ تو ہے، اس لیے یہ کتاب زبان وادب سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کے مطالعہ میں ضرور رہنی چاہیے۔ امید ہے کہ یہ کتاب مفید ومقبول ہوگی۔

علوم اسلامی کے میدان میں مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کی خدمات

عبدالباسط ندوی المعہدالعالی امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ

بیسویں صدی عیسوی میں جن عبقری شخصیات سے دنیاروشناس ہوئی ،ان میں ایک نمایاں نام حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کا ہے،جنہوں نے علم وتحقیق کے میدان میں اپنی جگر کاوی کے ذریعہ ایک قیمتی سرمایہ سے اپنے ہم عصراور بعدوالی نسلوں کواستفادہ کا موقع دیا،ساتھ ہی جدت پسنداوردینِ اسلام کے دینی وعلمی وراثت پرڈاکہ ڈالنے والوں کودندان شکن جوابوں بلکہ حملوں سے خاموش رہنے پرمجبورکیا،حضرت مولانا عبدالماجد دریاآبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :''ہرتازہ فتنہ کی گہری جڑوں پر پوری نظر رکھنے والے تھے،حمایت ونصرت اسلام میں ہزار ہاہزارصفحہ لکھ ڈالے''(وفیات ماجدی:۹۰) حضرت مولانا سیدابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ قرآن کریم کے جمع وتدوین سے متعلق مولانا گیلانی کے مقالہ کے سلسلہ میں تحریرفرماتے ہیں''اس کی تاریخ یہ ہے کہ اجمل خاں صاحب نے قرآن مجید کی جمع وترتیب سے متعلق ایسے مشککانہ خیالات کااظہارکیا تھاجن سے قرآن مجید کی موجودہ جمع وترتیب بلکہ اس کی محفوظیت مشتبہ ہوجاتی ہے، یہ چندعامیانہ وسطحی خیالات کا مجموعہ تھاجن کی کوئی علمی وتحقیقی اہمیت نہ تھی لیکن ایک بڑے فتنے کا آغاز تھا،مولانا کے علم وحمیت میں اس سے حرکت وجنبش پیداہوئی اورانہوں نے نفس مسئلہ جمع وترتیب قرآن پرایک محققانہ وعالمانہ مضمون تحریرفرمایاجواسی زمانہ میں''مدینہ'' بجنورمیں شائع ہوا،مولانا کے علمی مقالات کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں یکجااتنامنتشرموادجمع فرمادیتے ہیں ،جوآسانی کے ساتھ کسی ایک کتاب میں نہیں مل سکتا،دوسرے منقولات کے ساتھ وہ بہت سی ایسی نئی باتیں لکھ دیتے ہیں ،جن کی طرف عام طورپرذہن نہیں جاتا،اللہ تعالی نے ان کوبڑانکتہ رس اورنکتہ آفریں ذہن عطافرمایاتھا،قرآن مجید کی وہی آیات اورصحاح کی وہی احادیث اورتاریخ کے وہی بیانات جوہم آپ بیسوں بارپڑھ چکے ہیں ،مولانا ان سے ایسے حقائق ثابت کردیتے ہیں،اوران سے ایسے عجیب لیکن صحیح نتائج نکالتے کہ حیرت ہوتی ،اس مضمون میں بھی یہی شان ہے،قرآن مجید کے من جانب اللہ محفوظ ومرتب ہونے کو،اورعہدرسالت ہی میں اس کے مرتب وجمع ہوجانے کوانہوں نے قرآن مجید کے الفاظ ونصوص اورواقعات سے اس طرح ثابت کیاتھا،کہ اس خیال کی بالکل بنیادہی منہدم ہوجاتی تھی کہ قرآن مجید بہت تاخیر کے ساتھ جمع ومرتب ہوااوراس کی ترتیب حضرت ابوبکرؓ یاحضرت زید بن ثابتؓ کے اجتہاد کانتیجہ ہے،(پرانے چراغ:۱/۶۰) حیات گیلانی مؤلفہ مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی رحمہ اللہ کے پیش لفظ میں مولانا گیلانی کے بارے میں مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ تحریرفرماتے ہیں:''وہ بیک وقت معقولات کے دقیق النظراورکامل الفن عالم،وسیع النظرمحدث،نکتہ شناس اورنکتہ آفریں مفسر،بالغ نظرفقیہ ومتکلم عصر،وسیع النظرمؤرخ،سیال قلم مصنف،سحربیاں مقرر،کامیاب وعلم آموزاستاذومدرس،حقیقت پسندوباخبر عالم دین اورعہدحاضراورنسل جدید کے نبض شناس اوراس سب کے ساتھ (جس کااجتماع ان کمالات کے ساتھ بڑی مشکل سے اوربہت کم ہوتاہے) دردمندوپرمحبت،عشق رسول ﷺ،محبت اسلام اوردردوسوز سے بھراہوادل رکھنے والے عالم تھے''(حیات گیلانی:۱۶)

غرضیکہ مولانا گیلانی رحمہ اللہ اپنے وقت کے ایک بڑے متبحر عالم دین اورزمانہ کے نبض شناس تھے،امیرشریعت رابع حضرت مولانا سیدمنت اللہ رحمانی رحمہ اللہ تحریرفرماتے ہیں''حضرت مولانا سیدمناظراحسن گیلانی اپنے زمانہ کی چیدہ شخصیتوں میں ہیں ،جوتبحرعلمی ،وسعت مطالعہ،غیرمعمولی ذکاوت،مثالی حافظہ،اخذونتائج اورطرزنگارش کی خصوصی نعمتوں سے سرفرازکیے گئے تھے،موصوف نے اپنی کتابوں،رسائل اورمضامین کے ذریعہ طویل عرصہ تک دین کی خدمت انجام دی،اورعلمی دنیا کی پیاس بجھائی''(مکاتیب گیلانی:۲۰) حضرت مولانا مفتی محمدظفیرالدین مفتاحی رحمہ اللہ جوان کے عقیدتمندوں میں سے تھےاورانہوں نے ہی ان کی گراں قدرکتاب''ہندوستان میں مسلمانوں کانظام تعلیم وتربیت''پرعناوین لگائے اورفارسی عبارت کے ترجمہ کرنے کااہم کام انجام دیا لکھتے ہیں:''حضرت مولانا سیدمناظراحسن گیلانی رحمہ اللہ ان چندگنے چنے علماء میں تھے ،جوصدیوں میں پیداہوتے ہیں ،مولانا موصوف نے جوکتاب بھی لکھی ،اس میں معلومات کاسمندرٹھاٹھیں مارتانظرآئے گا،ترتیب وتہذیب پرکوئی خاص توجہ نہیں کی ،مگرنتائج کے اخذکرنے اورایک واقعہ سے دسیوں استدلال قائم کرنے میں اپنی مثال آپ تھے''۔(ہندستان میں مسلمانوں کانظام تعلیم وتربیت :۱/۳۱) سیدصباح الدین عبدالرحمٰن لکھتے ہیں:''۱۹۴۰ء کے بعدوہ علمی دنیا کی فضامیں ہرطرف چھائے ہوئے تھے،معارف،برہان،الفرقان،مجلّہ عثمانیہ یونیورسٹی کے اسٹاف کے میگزین ندیم،صدق وغیرہ ان کے قلم کی بارش سے سیراب ہورہے تھےاوران کے مضامین کودیکھ کرحیرت ہوتی تھی کہ وہ کبھی عالم،کبھی متکلم،کبھی فقیہ ،کبھی محدث،کبھی مفسراورکبھی مؤرخ کے رنگارنگ جلووں میں نظرآتے تھے''۔(بزم رفتگاں:۲۰۰) مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی لکھتے ہیں:''مرحوم اپنے وقت کے فردفریداوراپنی بعض خصوصیات کے توبظاہرخاتم تھے،ان کاعلم ہمہ جہت تھااورقلم ہردم رواں دواں،چنانچہ ان کے قلم سے اسلامی لٹریچرمیں جوگراں قدراضافہ ہواہے ممکن نہیں کہ اسے نظراندازکیاجاسکے''۔(الفرقان بحوالہ مولانا سیدمناظراحسن گیلانی شخصیت اورسوانح:۴۶)

پاکیزگی قلب: اللہ تعالی نے روحانی اورقلبی کیفیات سے بھی آپ کونوازاتھاحضرت مولانا عبدالباری ندوی رحمہ اللہ جوایک طویل عرصہ تک آپ کے رفیق کاررہے اورجنہیں آپ کوقریب سے دیکھنے،سننے اورسمجھنے کاموقع ملاتھا لکھتے ہیں:''دماغ وذہن کے چھوٹے بڑے کمالات کی دولت رکھنے والے تھوڑے بہت ہرجگہ ہرزمانہ میں مل جاتے ہیں،لیکن دل کی دولت والے یاقلب وروح کے باطنی فضائل کے مالک ڈھونڈنے سے بھی ہمیشہ کم ہی ملتے ہیں ،اوردونوں کی جامعیت توکمیاب کیانادرونایاب ہوتی ہیں''(مکاتیب گیلانی :۲۶) آگے لکھتے ہیں''جہاں تک دل کاتعلق ہے کہنا چاہیے کہ اس کی تمام بیماریوں سے ان کوپاک ہی پایا،بغض وحسد،انتقام وعداوت ،ریاونفاق ،نمودونمائش ،حرص وہوس ،طولِ امل وغیرہ کے نفسانی جذبات کاکوئی داغ ودھبہ یادپرزورڈالنے سے بھی ان کے آئینہ دل پرپڑتاخصوصاٹھہرتاقطعایادنہیں پڑتا''(مکاتیب گیلانی:۴۲)

باطن کی صفائی وقلب کی سلامتی پرخصوصی نگاہ رکھتے اپنے معترضین اورنکتہ چینوں کے لیے بھی دل میں کسی طرح کی کدورت نہ آنے دیتے ،مولانا عبدالباری رحمہ اللہ ہی تحریرفرماتے ہیں:''اپنی کتابوں ،مضمونوں وغیرہ پراعتراض ونکتہ چینی کوبھی محسوس فرماتے ،گرانِ خاطربھی ہوتے ،جواب بھی دیتے لیکن تمام کمالوں سے بڑھاہواکمال ان کایہی تھاکہ وقتی وطبعی تاثر کے سواقلب کی سلامتی میں کوئی مستقل فرق نہ آنے پاتا۔یعنی کسی کی طرف سے کسی ظلم وزیادتی کے باوجوددل میں کوئی گرہ دوچاردن کے لیے بھی نہ پڑتی نہ وہ''غلی'' کیفیت پیداہوتی جس سے بچتے رہنے کی قرآن نے خاص طورپردعا کی تعلیم فرمائی۔ربنالاتجعل فی قلوبناغل الذین آمنوا۔نہ ملنے جلنے،خط وکتابت وغیرہ کسی چیز میں اپنی دینی ودنیوی علمی وذہنی برتری یادوسروں کوان کی کمتری محسوس کراتے بلکہ خوردوں،شاگردوں تک کواتنابڑھاتے کہ بزرگوں بڑوں کے لیے زبان ولغت جواب دے جاتے۔حضرت حالی کی طرح حضرت گیلانی نے بھی کہنا چاہیے''اپنی خاکساری'' کامستقل کام ہی یہ بنارکھاتھاکہ ہرحال وقال سے''ہرادنیٰ اعلیٰ'' بناتے رہیں۔

خاکساری اپنی کام آئی بہت
ہم نے ہرادنی کواعلی کردیا

(مکتوبات گیلانی:۴۰)

سیدصباح الدین عبدالرحمٰن جنہوں نے آپ کوبہت سے قریب سے دیکھااوراستفادہ کیا لکھتے ہیں:''ان کے ہم چشموں میں شایدہی کسی کوان کی تحریرسے کوئی تکلیف پہنچی ہو،ان کی طبیعت میں بڑی مٹھاس تھی ،اس لیے نجی گفتگومیں بھی ان کی زبان سے بھی کوئی ایسی بات نہ نکلتی جس سے کسی کی دل آزاری ہو،بعض اوقات تواسی شفقت ومحبت میں نوآموزاہل قلم کے لیے ایسے تعریفی کلمات لکھ جاتے جن کاوہ مستحق نہ ہوتا''(بزم رفتگاں:۲۰۶)

تواضع وسادگی: آپ کاگھرانہ علمی ودینی لحاظ سے علاقہ میں اپناخاص مقام واثررکھتاتھا،آپ کے دادا سیدمحمداحسن اپنے زمانہ کے جیدعالم دین تھے جنہوں نے صاحب اولادہونے کے بعدتعلیم حاصل کی تھی اوراپنے علاقہ کے طلبہ وعلماء کے لیے مرجع بنے رہے تھے،چچامولانا ابونصراپنے علم وفضل اورشعروشاعری کی وجہ سے اپنے ہم چشموں میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے ،والدصاحب حافظ ابوالخیربڑے مخیّروفیاض تھے بقول سیدصباح الدین عبدالرحمٰن''مولانا مناظراحسن ایسے گھرکے چشم وچراغ ہیں جہاں علم وفضل کے علاوہ خوشحالی وفارغ البالی بھی ہے''(بزم رفتگاں:۱۹۰)غرضیکہ مولانا گیلانی دنیوی مال ودولت کے اعتبارسے بھی اچھے اورخوشحال گھرانے سے تعلق رکھتے تھے،لیکن اس سب کے باوجودمزاج انتہائی سادگی پسنداوربے حدمتواضع رہا،مولانا عبدالباری ندوی لکھتے ہیں:'' یادرہے کہ دنیوی جاہ ومال میں بھی ان کاسراللہ تعالی نے اونچے اونچے ہم سروں سے نیچانہیں رکھاتھا،لیکن نمونہ وہ دنیا کی پوری زندگی میں''اللھم احیینامسکینا''والی مسکنت ہی کابنے رہے،طالب علمی سے عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبہ دینیات کی صدارت تک اس مسکنت میں ذرہ برابرفرق کسی دیکھنے والے نہ دیکھاہوگا۔بنگلہ میں رہ اورموٹرمیں چل کربھی وہ دیوبندکے حجرہ میں رہنے والے اوراس کی گلیوں میں چلنے والے''مسکین'' طالب علم ہی معلوم ہوتے رہے۔''(مکتوبات گیلانی:۴۱)

حضرت مولانا عبدالماجددریاآبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:''مزاج میں انتہائی سادگی اوربے تکلفی تھی،اپنی بڑائی اورکمالات کاشایدانہیں وسوسہ بھی کہیں نہیں پیداہوا،اپنے سے چھوٹوں اورکہیں چھوٹوں کی بات کواس التفات سے سنتے کہ وہ گویاان کے ہمسرہیں بلکہ بعض وقت تواپنے چھوٹوں کواتنابڑھاتے کہ وہ بیچارے خوداپنے متعلق بڑی غلط فہمیوں میں مبتلاہوجاتے'' آگے لکھتے ہیں''طبیعت کے لحاظ سے اتنے وارستہ تھے کہ کھانے کوجوکچھ مل گیابس اسی کونعمت سمجھے،پہننے کوجوکچھ ملاخوش ہوکرپہن لیا،رہنےسہنے کاجوادنی سامعیاربھی وقت کے ساتھ نصیب ہوگیااسی میں مگن زندگی گزاردی...بڑے رقیق القلب،بڑے رحم دل بڑے نرم مزاج تھے''۔(وفیات ماجدی:۹۱)

خوش الحانی: دل کی کیفیت اورباطنی خوبیوں کااثرتھاکہ ان کی تلاوت قرآن بڑی شیریں اوروجدآمیزہواکرتی تھی،مولانا عبدالماجددریاآبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:''نمازمیں قرآن مجیداس خوش الحانی اوردردوتاثر سے پڑھتے کہ جی چاہتاگھنٹوں اسے سنتے رہیے''۔(وفیات ماجدی:۹۲) مولانا سیدابوالحسن علی حسنی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:''ان کی قرأت میں بڑاسوزاورحلاوت تھی ،قلب پراس کااثرپڑتااورجی چاہتاکہ قرأت طویل ہو''(پرانے چراغ:۵۸)چنانچہ آپ کی ان باطنی خوبیوں ،روحانی کیفیت اوردل کی صفائی کاواضح اثرمرنے کے وقت ظاہرہوگیااوردنیانے بھی شہادت دیدی،آپ کے چھوٹے بھائی مکارم احسن نے مولانا دریاآبادی کومرنے کے بعدجوخط تحریرفرمایااس میں وہ لکھتے ہیں:''ایک بات جوعام طورپرکہنے کے لائق نہیں۔آپ کولکھے دیتاہوں آپ کے یہ محبوب دوست تین سال سے مرض اورپرہیزکی سختیاں جھیل کراب صرف چرم واستخواں ہوکررہ گئے تھےلیکن روح کے پروازکرتے ہی چہرہ نوجواں کاساہوگیاتھا،فربہ،خوش رنگ،سرخ۔داڑھی کے بال سیاہ ہوگئے تھے۔غسل کے وقت جسم پرگوشت تھااورسینہ چوڑاپہلوانوں کاساہوگیاتھا،علماءنے یہ منظردیکھااورسب حیرت زدہ تھے''۔(صدق جدید بحوالہ مولانا سیدمناظراحسن گیلانی شخصیت اورسوانح:۱۸)

(بقیہ آئندہ)

آزادیٔ نسواں کا حقیقی تصور

مولانا محمد منہاج عالم ندوی شعبہ دعوت امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

اسلام دین فطرت ہے، اور اللہ کا بھیجا ہوا ہے، یہ نظام ہائے زندگی کے ہر شعبہ کو محیط ہے، تمام مرد و عورت اس کے حقوق کو بجالانے میں برابر کے شریک و سہیم ہیں اور بلا تفریق مسلک و مشرب عمل کے پابند ہیں حدیث نبوی ہے ﴿کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته ﴾ (بخاری و مسلم) یعنی تم میں کا ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس سے ان کی ذمہ داری کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

اسلام میں ہر موقع پر مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کا بھی خیال رکھا گیا ہے، ہاں یہ الگ بات ہے کہ عورتوں میں فطری حیاء کی وجہ سے ان کے ناموں کی صراحت کئے بغیر انہیں مردوں کے ماتحت رکھا ہے مگر وہ نہ تو اپنے عمل میں مردوں کے ماتحت ہیں اور نہ اپنا فیصلہ کرنے میں بلکہ وہ صرف زندگی گذارنے کے چند مرحلوں میں مردوں کے ماتحت ہیں؛ جیسے اپنے مال کی مالکہ تو وہ رہتی ہیں مگر اسے خرچ کیسے کرنا ہے اس میں انہیں مردوں کا سہارا لینا پڑتا ہے، اسی طرح اگر وہ بالغہ ہے تو گرچہ اسے شادی کا اختیار حاصل ہے؛ مگر صحیح اور درست جوڑے کو منتخب کرنے میں وہ مردوں کا سہارا لیتی ہیں؛ کیونکہ ان کے نقص عقل کی وجہ سے ان کے اندر خود اعتمادی کی کمی ہوتی ہے، تو اگر اسلام میں حقوق کی بات کریں تو اسلام نے عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ حقوق اس وقت دیئے تھے جب دنیا کی مہذب سمجھی جانے والی قوم کے نزدیک عورتوں کے حقوق کا تصور تک نہ تھا، بلکہ وہ صرف جنسی آسودگی کا ایک سامان محض تھی اس زمانہ میں اسلام نے عورت و مرد کے درمیان مساوات کا پیغام دیا اور قرآن نے اعلان کیا: ﴿ھن لباس لکم و انتم لباس لھن ﴾ (خواتین تمہارے لئے اور تم ان کے لئے لباس کی صورت ہو) جبکہ دنیا کے تمام مذاہب میں عام طور پر عورتوں کے ساتھ بڑی زیادتی برتی گئی ہے چاہے ہندومت ہو یا یہودیت و عیسائیت ان کے یہاں عورتوں کی کوئی حیثیت نہ تھی ان کو ذلت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا بلکہ ان کے یہاں عورتوں کا کیا مقام تھا مندرجہ ذیل اقتباس سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

"اطالیوں کا کہنا تھا کہ گھوڑا اچھا تو اسے مہمیز کی ضرورت نہیں ہے وہ سوار کے ایک اشارے پر چل پڑیگا لیکن عورت اچھی ہو یا بری زودکوب کے بغیر اس سے کام نہیں لیا جاسکتا جب تک اس کی سرزنش نہ ہو وہ راہ راست پر نہیں آسکتی، اہل یونان کا خیال تھا کہ آگ سے پیدا شدہ نقصانات کی تلافی ممکن ہے؛ طوفان و آندھی کی لائی ہوئی تباہی و بربادی کا ازالہ ہوسکتا ہے، سانپ کے ڈنسنے کے بعد بھی انسانی زندگی کے امکانات موجود ہیں؛ لیکن عورت آگ سے زیادہ خطرناک، طوفان و آندھی سے زیادہ وہشت ناک اور سانپ سے زیادہ زہریلی ہے، انہوں نے عورتوں پر علم و ادب، تہذیب و ثقافت اور تمدنی حقوق کے دروازے بند کردئے تھے۔ یہودیوں کا خیال تھا کہ عورت بد طینت، بد کردار اور مکار ہے اسی نے حضرت آدم علیہ السلام کو بہکا کر جنت سے نکالا اور ساری نعمتوں سے محروم کر دیا۔ عیسائیوں کا نظریہ تھا کہ عورت معصیت کی تحریک کا سرچشمہ اور جہنم کا دروازہ ہے، تمام انسانی مصائب کا آغاز اسی سے ہوا، وہ دنیا والوں پر لعنت اور مصیبت بنا کر مسلط کی گئی ہے، ہندو دھرم کا فیصلہ تھا کہ جس طرح پرندے اڑنے پر مجبور ہیں اسی طرح عورت بے وفائی پر مجبور ہے وہ طوفان، موت، جہنم، زہر اور زہریلے سانپ سب سے زیادہ خطرناک ہے، ہندو معاشرے میں وید کی تعلیم کا دروازہ ان کے لئے بند تھا اور "ستی" جیسی بھیانک اور سنگ دلانہ رسم بھی مروج تھی جس میں عورت کو اپنے مرنے والے شوہر کے ساتھ زندہ جلا دیا جاتا تھا۔" (عورت اسلامی شریعت میں مصنفہ مولانا نور الحق رحمانی ص ۲۷۔۲۸)

اور سب سے بری حالت عرب کی تھی جہاں بچی کی پیدائش باعث ننگ و عار تھی بچی کی پیدائش کی خبر سن کر ان کے چہرے کالے اور پھیکے پڑ جاتے تھے اور یہ نعرہ سرعام بلند کیا جاتا تھا کہ عورت گناہ کی دیوی ہے، امن کی دشمن ہے، نوزائدہ بچی کو جس نے ابھی ابھی آنکھیں کھولی تھی زندہ دفن کردیا جاتا تھا جس کا نقشہ قرآن میں اس انداز میں کھینچا ہے ﴿و اذا بشر احدھم بالانثیٰ ظل وجھه مسودا وھو کظیم ﴾ (النحل ۵۸) مگر اسلام نے اس بچی کو زندگی گذارنے کا حق دیا اور ولادت کے بعد اس کے والدین کو سر اٹھا کر چلنے کا نہ صرف یہ کہ موقع دیا بلکہ عورتوں کو تحت الثریٰ سے اٹھا کر ثریا پر پہونچا دیا اور اس معصوم کلی کو جینے کا حق دیا اور دنیا کی سب سے قیمتی شئی قرار دیا اور فرمایا ﴿الدنیا متاع و خیر متاع الدنیا المرءة الصالحة ﴾ (صحیح مسلم)

الغرض ہر جگہ اسلام نے عورتوں کے ساتھ مساوات و برابری اور انصاف سے کام لیا؛ مگر کچھ لوگ مساوات کا غلط مفہوم نکال کر عورتوں کو اسلام کے خلاف بھڑکانے اور انہیں ورغلانے کا کام کرتے ہیں کہ مرد کی طرح عورت بھی ہر کام کرسکتی ہے؛ مگر اسلام نے انہیں اس حق سے محروم کر رکھا ہے جبکہ مساوات و برابری کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس انسان کو جو حقوق و ذمہ داریاں دی ہیں ان کو پورا پورا دیا جائے؛ لیکن افسوس یہ ہیکہ روشن خیال لوگوں نے حقوق سے پہلو تہی اختیار کرتے ہوئے مرد و زن کو ایک صف میں کھڑا کر دیا ہے اس نے زندگی کے تمام شعبہ جات اور سماج کے تمام طبقوں کو بالکل مصنوعی طور پر ایک دوسرے کے برابر کرنے کی خواہش ظاہر کی جبکہ فطرت کے مظاہر یکساں نہیں ہیں۔

قرآن پاک نے عدل و مساوات کو میزان سے تعبیر کیا ہے، ارشاد ربانی ہے ﴿لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت و انزلنا معھم الکتٰب و المیزان لیقوم الناس بالقسط ﴾ (الحدید : ۲۵) ترجمہ: ہم نے اپنے رسولوں کو نشانیاں دیکر بھیجی ہیں اور ان کے ساتھ کتاب اور ترازو بھی اتاری ہے تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں، ترازو کے دو پلڑے ہوتے ہیں انصاف کا یہ تقاضہ ہیکہ ناپ تول میں دونوں برابر ہوں ان میں ڈنڈی مار کر کمی بیشی نہ کی جائے، حق والوں کا پورا پورا حق دیا جائے، چھوٹے بڑے، کمزور طاقتور کی تفریق نہ کی جائے، ادائے گئی حقوق میں امیر غریب کا امتیاز نہ برتا جائے، اصول کی تعمیل اور قوانین کے نفاذ میں مکمل مساوات و برابری ہو؛ اصل مساوات یہی ہے جو دنیاء انسانیت کے لئے اسلام کا پیغام بھی ہے، اس سے ہٹ کر عدل و مساوات کا تصور پیش کیا ہی نہیں جاسکتا، قرآن کہتا ہے: ﴿یٰایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر و انثیٰ و جعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقکم ﴾ (الحجرات: ۱۳ ترجمہ) اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے تاکہ آپس میں پہچان ہو۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کسی کے اچھا اور بہتر ہونے کی بنیاد تقویٰ پر رکھی ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہیکہ ذات پات کی کوئی حقیقت نہیں، قبیلہ، خاندان، اونچ نیچ کا کوئی تصور نہیں ہے، اس دنیا میں کسی کالے کو گورے پر، اور نہ کسی گورے کو کالے پر فضیلت و برتری ہے، اور نہ کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فوقیت ہے بلکہ بحیثیت انسان سب کے سب برابر ہیں، سب کو ایک آدم سے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا گیا البتہ اگر کسی کو امتیاز ہے تو وہ تقویٰ کی بنیاد پر؛ چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ﴿یا یھا الناس الا ان ربکم واحد و ان اباکم واحد الا لا فضل لعربی علی اعجمی و لا لعجمی علیٰ عربی و لا لاحمر علی اسود و لا لاسود علیٰ احمر الا بالتقوی ﴾ (رواہ احمد) شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے بھی کہا ہے۔

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں ☆☆☆ کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

آج مساوات کا جو مطلب سمجھا جارہا ہے وہ یہ کہ اگر کوئی بڑے طبقے کا ہے تو چھوٹوں کو حقیر اور گھٹیا سمجھے، کوئی عورت ہے تو اس کے ساتھ مساوات یہ ہے کہ وہ بھی مرد کے برابر رہیں، ان کے شانہ بشانہ چلیں، اگر مرد کو طلاق کا اختیار ہے تو اس کو بھی اس میں اختیار حاصل ہو اور جس طرح مرد کی ذمہ داری بچوں کے لئے کسب معاش کی ہے اسی طرح عورتوں پر بھی یہ ذمہ داری لادی جائے، اگر مساوات کا یہ مطلب ہے تو یہ صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ یہ ایک طرح سے فحاشی و عریانی کی دعوت ہے بلکہ مساوات کا مطلب تو یہ ہے کہ ہر ایک آدمی کو اس کی صلاحیت و قوت کے مطابق کام کرنے کے مواقع حاصل ہوں، جنسی و صنفی حیثیت کو نظر انداز کر کے مساوات برتا جائے تو اس کا سیدھا سا مطلب یہ ہوگا کہ عورت کے ساتھ مرد بھی بچہ پیدا کرے جبکہ ایسا تصور کسی کے یہاں بھی نہیں ہے بلکہ مساوات یہ ہیکہ جس کی جو صلاحیت ہے اس کو اپنی صلاحیت و عمل کے اعتبار سے وہ کام کرنے دیا جائے اس کے راہ میں روڑے نہ اٹکائے جائیں۔

آزادی کے نام پر عورتوں کے عصمت و عفت اور ان کی عزت سے کھلواڑ کرنے والے اور اپنی ہوس اور خواہشات کی تسکین و تکمیل کرنے والے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ عورتوں کو بے حیا بنا کر چھوڑ دیا جائے، وہ بے محابا جس سے چاہیں ملیں، جہاں چاہیں جائیں اور گل کھلاتی پھریں، بازاروں، کمپنیوں، مشینریوں کی زینت بن جائیں، موبائل، ٹی وی انٹرنٹ کی کھلی چھوٹ مل جائے، اور اپنے اہل خانہ کی نظروں سے دور دور رہ کر جسے چاہیں اپنا فرینڈ اور یار بنائیں اور ان سے گھنٹوں باتیں کر کے خواہشات نفس کی تکمیل کریں، تو یاد رہنا چاہیے کہ گر آزادی اور مساوات کا یہی مفہوم ہے تو اس طرح کی آزادی اور مساوات نہ تو کسی دھرم، مذہب اور نہ کوئی دھرم گرو، مفکر اور صحیح سوچ رکھنے والے حضرات کے یہاں آزادی سے اس طرح کی آزادی مراد ہے کیونکہ اس طرح کی آزادی حقیقت میں بربادی ہے جس کا غلط اثر سماج اور سوسائٹی پر براہ راست پڑے گا اور اس کے برے اثرات مرتب ہونگے۔

بلکہ تمام مذہبی کتابیں تو اس طرح کی آزادی سے روکتی ہیں چنانچہ قرآن کریم میں ہے ﴿و قرن فی بیوتکن و لاتبرجن تبرج الجاھلیة الاولیٰ ﴾ (الاحزاب ۳۳ ترجمہ) اور اپنے گھروں میں رہا کرو، جیسے گذشتہ جاہلیت میں عورتیں زیب و زینت کا اظہار کرتی تھیں اس طرح زینت کا اظہار نہ کیا کرو۔ اگرچہ یہ حکم ازواج مطہرات کے لئے مخصوص تھا مگر اس حکم کی مکلّف تمام دنیا کی عورتیں ہیں اور برادران وطن کی قانونی کتاب منوسمرتی میں بھی عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے وہ گھر کے کام کاج سنبھالیں، (عورتیں اپنے شوہروں کی خدمت کریں اور گھر کے سامانوں کی حفاظت کریں) (منوسمرتی باب نمبر ۷، شلوک نمبر ۹۔ اور ۱۱) اور عورتوں کی حفاظت کا ذمہ مردوں پر رکھا ہے کیونکہ عورت ایک ایسا تحفہ ہے جو بہت سے کردار میں ہمارے سامنے نمودار ہوتی ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ ہمارے اوپر اس طور پر دیا کہ عورت اگر ماں کی شکل میں ہے تو بیٹا اس کی حفاظت کرے اگر بہن کی شکل میں ہے تو بھائی اس کی نگہبانی کرے اور اگر بیوی بن کر آئے تو شوہر پر اس کی ذمہ داری آتی ہے چنانچہ موسمرتی میں ہے کہ (ایک عورت کی حفاظت بچپن میں باپ، نوجوانی میں شوہر، اور بڑھاپے میں بیٹا کرتا ہے مگر عورت کو بالکل آزاد نہیں چھوڑا جاسکتا) (باب نمبر ۹۔ شلوک نمبر ۳۔) ایک جگہ ہے جب انسان عورت کی حفاظت کرتا ہے تو وہ اپنی اولاد، روح اور دھرم، مذہب کی حفات کرتا ہے) (منوسمرتی باب نمبر ۹۔ شلوک نمبر ۷) اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب اس کو غلط معاشرہ اور رسم و رواج، بری صحبت سے دور رکھا جائے۔

مگر پھر بھی ہم لوگ اپنی شریعت، دھرم اور مذہبی کتابوں کو چھوڑ کر مغرب کی اندھی تقلید میں بے ہودہ رسم و رواج اور غلط طریقوں کو آزدی اور موڈلائزیشن کا نام دیکر بے راہ روی اور بے پردگی کی طرف پا بہ رکاب ہیں کہیں ایسا تو نہیں کہ مغرب سے جو طوفان اٹھا ہے وہ ہمارے ایمان و عقیدے میں حلول کر کے اسی جاہلیت کی طرف لوٹا دے جس سے ہم سب کے آخری نبی جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکالا تھا۔ اللہ رب العزت ہم سب کی اس طوفان بلا خیز سے حفاظت فرمائے اور اسلامی طریقہ پر قائم دائم رکھے آمین یارب العالمین۔

عصر حاضر میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معنویت

ڈاکٹر سعود عالم قاسمی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے ہر زمانہ اور ہر جغرافیائی خطے میں اپنی طرف سے کسی نہ کسی منتخب رسول اور پیغمبر کو بھیجا ہے۔ رسولوں کو بھیجنے کا مقصد ہدایت رسانی کے علاوہ اتمام حجت بھی تھا؛ تاکہ قیامت میں جب انسانوں سے ان کے فکر وعمل کے بارے میں اللہ سوال کرے تو وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمارے پاس تیری ہدایت لے کر کوئی رسول آیا ہی نہیں تو ہم کیوں کر تیری عبادت کرتے اور تیرے بتائے ہوئے احکام کے مطابق زندگی گذارتے، قرآن کریم میں رسولوں کی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے: ﴿رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ (سورۃ النساء: ۱۶۵)

(سارے رسول خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے؛ تاکہ ان کے آنے کے بعد لوگوں کے لیے اللہ کے مقابلہ میں حجت نہ رہے اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔)

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم تک نبوت کا سلسلہ جاری رہا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیا تشریف لائے، وہ یا تو کسی خاص عہد کے لیے آئے تھے یا خاص قوم کی ہدایت کے لیے مامور تھے، مگر یہ اعزاز اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص کر رکھا تھا کہ ان کو تمام انسانوں اور رہتی دنیا تک کے لیے نبی بنا کر بھیجا اور ان پر سلسلہ نبوت کو ختم کیا اور دین کو مکمل کر دیا، پچھلے انبیا نے اس آخری رسول کی آمد کی بشارت دی اور آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلے انبیا کی تصدیق کی، پچھلے تمام انبیا کی جوہری تعلیمات یعنی توحید، رسالت اور آخرت اور ان کے مقتضیات کا حاصل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے اور اس کا اتباع گویا تمام رسولوں کا اتباع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِى لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِى وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾ (سورۃ الأعراف: ۱۵۸)

((اے محمد) کہہ دو کہ اے لوگو! میں تم سب لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں، جس کے لیے آسمان وزمین کی بادشاہت ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہی زندگی عطا کرتا ہے، وہی موت دیتا ہے؛ اس لیے ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول امی پر جو اللہ اور اس کے کلمہ پر ایمان رکھتا ہے اور رسول کی اتباع کرو، تاکہ تم ہدایت یاب ہو جاؤ۔)

یہ آیت صراحت کرتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی متعین قوم اور خاص عہد کے لیے رسول بن کر نہیں آئے؛ بلکہ تمام انسانوں کے لیے رسول بن کر آئے اور تمام انسانوں کو اس نبی امی کے اتباع کا حکم دیا گیا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خاص وصف ہے جو ان کو دوسرے انبیاء کرام سے ممتاز کرتا ہے، چنانچہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرے انبیا پر مجھے پانچ چیزوں میں فضیلت عطا کی گئی، ان میں سے ایک یہ ہے کہ "كان النبى يبعث إلى قومه خاصة وبعثت إلى الناس عامة" (پچھلے نبی خاص اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوئے اور مجھے تمام انسانوں کے لیے مبعوث کیا گیا۔

یوں تو تمام انبیا اپنے وقت میں اپنی قوم کے لیے نمونہ اور رول ماڈل ہوتے ہیں اور ان کا اتباع کرنا قوم کے لیے لازم ہوتا ہے، مگر آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دائمی بنایا گیا ہے؛ اس لیے ہر لحاظ سے ان کو کامل بنایا گیا اور ان کے اسوہ کو ہر پہلو سے قابل تقلید اور واجب الاتباع قرار دیا گیا۔ ارشاد ہے:

﴿ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا﴾

(رسول تم کو جو دیں اسے لو اور جس سے منع کریں، اس سے رک جاؤ۔)

خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت فرمائی:

"ما نهيتكم عنه فاجتنبوه وما امرتكم به فافعلوا ما استطعتم".

(جس چیز سے تم کو منع کروں اس سے رک جاؤ اور جس چیز کا حکم دوں، اسے استطاعت بھر بجالاؤ۔)

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قابل اتباع نمونہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ (سورۃ الأحزاب: ۲۱)

(بے شک تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسوہ حسنہ موجود ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔)

یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ اسوہ محمدی جسے اللہ نے مسلمانوں کے لیے نمونہ اور ماڈل قرار دیا ہے، ہر لحاظ سے کامل ہے، اگر اسوہ کاملہ نہ ہو تو حسنہ بھی نہیں ہو سکتا؛ کیوں کہ ناقص چیز حسین اور بہترین نہیں ہوتی، جمال ہمیشہ کمال کا تقاضا کرتا ہے، علامہ سید سلیمان ندوی نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے: "آئیڈیل لائف اور نمونہ تقلید بننے کے لیے جو حیات انسانی منتخب کی جائے، ضروری ہے کہ اس کی سیرت کا موجودہ نقشہ میں یہ چار باتیں پائی جائیں؛ یعنی تاریخیت، جامعیت، کاملیت اور عملیت، میرا یہ مقصد نہیں کہ دیگر انبیا علیہم السلام کی زندگیاں ان کے عہد اور زمانہ میں ان خصوصیات سے خالی تھیں، بلکہ یہ مقصد ہے کہ ان کی سیرتیں جو ان کے بعد انسانوں تک پہونچیں، یا جو آج موجود ہیں، وہ ان خصوصیات سے خالی ہیں اور ایسا ہونا مصلحت الٰہی کے مطابق تھا؛ تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ وہ انبیا محدود زمانہ اور متعین قوموں کے لیے تھے؛ اس لیے ان کی سیرتوں کو دوسری قوموں اور آئندہ زمانہ تک محفوظ رہنے کی ضرورت نہ تھی، صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کی قوموں کے لیے اور قیامت تک کے لیے نمونۂ عمل اور قابل تقلید بنا کر بھیجے گئے تھے، اس لیے آپ کی سیرت کو ہر حیثیت سے مکمل دائمی اور ہمیشہ کے لیے محفوظ رہنے کی ضرورت تھی اور یہی ختم نبوت کی سب سے بڑی عملی دلیل ہے"۔

صرف یہی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوہ کاملہ عطا فرمایا ہے؛ بلکہ اپنی محبت کا معیار بھی انہی کے اسوہ کے اتباع کو قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (سورۃ آل عمران: ۳۱)

(اے محمد! کہہ دو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو، تب اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔)

جس رسول کے اسوہ کا اتباع اللہ سے محبت کا معیار ہو، اس کے لیے کامل ہونا ضروری ہے؛ کیوں کہ ناقص اسوہ بھی معیار نہیں بن سکتا، امام بخاری کا قول ہے:

"إذا ترك شيئا من الكمال فهو ناقص".

(جب کمال میں کوئی چیز چھوڑ دی جائے تو وہ ناقص ہو جاتا ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی لحاظ سے ناقص نہیں چھوڑا، نہ ہی عقل نہ فہم کے لحاظ سے، نہ جسمانی ساخت کے لحاظ سے، نہ اخلاقی لحاظ سے اور نہ تہذیبی ودینی لحاظ سے؛ بلکہ ہر طرح سے مکمل بنایا، عقل وفہم کے لحاظ سے اتنا مکمل بنایا کہ عقل مند انسانوں کی جماعت کو اعتراف کرنا پڑا:

"قد كان صلى الله عليه وسلم من كمال العقل فى الغاية القصوى التى لم يبلغوا بشر أسواه ولهذا كانت معارفه عظيمة وخصائصه جسيمة".

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل کا کمال اس آخری بلندی پر پہنچا ہوا تھا جہاں تک کسی انسان کی رسائی نہ ہو سکی اور اسی لیے ان کے معارف عظیم تھے اور ان کی خوبیاں ہمہ گیر تھیں۔)

اخلاقی کمال کا یہ عالم تھا کہ اس کی گواہی خود رب العالمین نے یہ کہہ کر دی:

﴿وانک لعلی خلق عظیم﴾

(بے شک آپ اخلاق عظیم پر فائز ہیں۔)

جسمانی لحاظ سے اتنا کامل بنایا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کہنا پڑا:

خلقت مبرءاً من كل عيب　　　كأنك قد خلقت كما تشاء

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں، گویا کہ آپ اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق پیدا کئے گئے ہیں۔)

دین کے کامل ہونے کا اعلان حجۃ الوداع کے موقع پر اس طرح فرمایا:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (سورۃ المائدۃ: ۳)

(آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے منظور کر لیا ہے۔)

یعنی رسالت کا سلسلہ ختم کیا جائے گا اور وحی کی آمد بند کر دی جائے گی، اس لیے دین کامل اور رسول کامل آخری مرتبہ انسانوں کو عطا کیا جا رہا ہے، جو ایمان، اعمال، تمدن، تہذیب، اخلاق، معاشرت، اقتصادیات، معاملات، حکومت، غرض کہ ہر شعبہ کی رہنمائی کے لیے مکمل ہے، اب نہ مسلمانوں کو ان امور میں رہنمائی کے لیے کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت ہے اور نہ کہیں سے کوئی چیز درآمد کرنے کی ضرورت ہے، عہد بہ عہد بدلتے ہوئے حالات میں انسانی ضروریات کی تکمیل کے لیے اور ان کو پریشانیوں سے بچانے کے لیے رسول کامل کے وارثین ان کے عطا کردہ اصولوں کی روشنی میں اجتہاد کرتے رہیں گے اور امت کے مسائل ومشکلات کا حل ڈھونڈھتے رہیں گے، مفسر قرآن علامہ ابن کثیر نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

هذه أكبر نعم الله تعالى عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ حَيْثُ أَكْمَلَ تَعَالَى لَهُمْ دِينَهُمْ، فَلَا يَحْتَاجُونَ إِلَى دِينِ غَيْرِهِ، وَلَا إِلَى نَبِيٍّ غَيْرِ نَبِيِّهِمْ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عليه، ولهذا جعله الله تعالى خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ وَبَعَثَهُ إِلَى الْإِنْسِ وَالْجِنِّ، فَلَا حَلَالَ إِلَّا مَا أَحَلَّهُ، وَلَا حَرَامَ إِلَّا مَا حَرَّمَهُ، وَلَا دِينَ إِلَّا مَا شَرَعَهُ، وَكُلُّ شَيْءٍ أَخْبَرَ بِهِ فَهُوَ حَقٌّ وَصِدْقٌ لَا كَذِبَ فِيهِ وَلَا خُلْفَ. (تفسير ابن كثير: ۳/۲۲، دار الكتب العلمية بيروت)

(اس امت پر یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے کہ اللہ نے اس کے لیے اس کا دین مکمل کر دیا، اب وہ کسی اور دین کے محتاج نہیں اور اپنے نبی کے علاوہ کسی اور نبی کے محتاج نہیں، ان پر اللہ کی سلامتی ہو، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو خاتم الانبیاء بنایا اور تمام انس وجن کی طرف مبعوث فرمایا، حلال وہی ہے، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کیا اور حرام وہی ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا، دین وہی ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع کیا، آپ نے جس چیز کی خبر دی وہ حق وصداقت ہے، اس میں کوئی کذب وخلاف نہیں۔)

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

افغانستان میں بم دھماکہ میں ۱۲رفوجی ہلاک، ۳۳رزخمی

افغانستان کے جنوب مشرقی خوست صوبہ میں جمعہ کوایک مسجد میں ہوئے زبردست دھماکہ میں کم ازکم ۱۲ر افغان فوجی ہلاک اور۳۳ر دیگر زخمی ہوگئے ۔ افغان فوج کے کیپٹن عبداللہ نے بتایا کہ یہ دھماکہ مسجد میں اس وقت کیا گیا جب لوگ جمعہ کی نماز ادا کرر ہے تھے۔افغان نیوز چینل طلوع نے بتایا کہ ہلاک ہونے والےفوجیوں کاتعلق موندوزئی ضلع میں فوج کی دوسری رجمنٹ سے تھا۔عینی شاہدین کے مطابق ہلاکتوں کی تعداد میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ابھی تک کسی بھی تنظیم نے اس کی ذمہ داری قبول نہیں کی ہے۔دھماکے کی نوعیت کا پتہ لگانے کے لئےفورنسک ماہرین نے جانچ شروع کردی ہے۔(یواین آئی)

خاشقجی کے قتل کاالزام سعودی ولی عہد پر نہیں: ٹرمپ

امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے کہا ہے کہ مرکزی خفیہ ایجنسی (سی آئی اے) اپنی تفتیش میں اس نتیجہ پر نہیں پہنچی ہے کہ صحافی جمال خاشقجی کا قتل سعودی عرب کے ولی عہد محمد بن سلمان کے حکم پر کیا گیا تھا۔خیال رہے کہ ترکی کے استنبول شہر میں واقع سعودی قونصلیٹ میں ۲ر اکتوبر کو خاشقجی کوقتل کردیا گیا تھا۔جس کے بارے میں مبینہ طور پر یہ بات کہی جارہی ہے کہ اس کا قتل سعودی ولی عہد محمد بن سلمان کے اشارے پر کیا گیا ہے۔بی بی سی کی رپورٹ کے مطابق امریکی افسران نے مبینہ طور پر کہا تھا کہ اس طرح کا آپریشن ولی عہد کے حکم کے بغیر نہیں ہوسکتا ہے۔(یواین آئی)

پاکستان کے ہانگو میں دھماکہ، ۳۰ر ہلاک، ۴۰ر زخمی

پاکستان کے خیبر پختونخواہ صوبہ کے اورک زئی علاقے میں جمعہ کو ہوئے زبردست دھماکے میں کم ازکم ۳۰ر افراد مارے گئے اور چالیس سے زائد دیگر زخمی ہوگئے ۔ یہ دھماکہ اورک زئی ایجنسی کے کلایا شہر میں امام بارگاہ کے باہر ہوا۔ بم کو ریموٹ کنٹرول سے اڑایا گیا جوایک موٹر سائیکل میں فٹ تھا۔دھماکہ کے وقت لوگ بازار میں کپڑوں کی خریداری کرر ہے تھے،مرنے والوں میں تین بچے بھی شامل ہیں۔ابھی تک کسی بھی شخص اور تنظیم نے اس حملے کی ذمہ داری قبول نہیں کی ہے۔(یواین آئی)

اقوام متحدہ کے نمائندہ نے امن مذاکرات کے تعلق سے حوثی لیڈر سے ملاقات کی

یمن میں اقوام متحدہ کے نمائندہ مارٹن گرفتھس نے باغی گروپ حوثی کے لیڈر عبدالملک الحوثی سے جمعرات کو ملاقات کی۔حوثی گروپ کے ترجمان محمد عبدالسلام نے ٹوئٹر پر بتایا کہ ملاقات کے دوران مسٹر الحوثی نے دسمبر میں ہونے والے امن مذاکرات میں شامل ہونے کے عزم کو دہرایا۔اس کے ساتھ مسٹر الحوثی نے سعودی عرب کی قیادت والے اتحاد کے ذریعہ ۲۰۱۵ء سے یمن پر لگائی گئی ’’اقتصادی پابندی‘‘ کو ہٹانے اور تجارتی پروازوں کے لئے صنعاء انٹرنیشنل ایرپورٹ کو پھر سے کھولنے کا مطالبہ کیا۔(یواین آئی)

نائیجیریا کے فوجی اڈے پر دہشت گردوں کا بڑا حملہ، ۱۰۰ر فوجی ہلاک

نائیجیریا میں فوجی اڈے پر دہشت گردوں کے بہت بڑے حملے میں کم ازکم ۱۰۰ر سے زائد فوجی اہلکار ہلاک ہوگئے ۔ریاست بورنو کے شمال مشرق میں واقع ایک گاؤں میتیلی میں یہ حملہ ہوا ہے جوایک عرصے سے شدت پسند تنظیم بوکوحرام کا مضبوط گڑھ بنا ہوا تھا تاہم اس واقعے کی ذمے داری ایک نئے گروپ نے قبول کی ہے۔واضح رہے کہ ۲۰۱۵ء میں صدر محمد بوہاری کی جانب سے حکومت سنبھالنے کے بعد یہ جانی نقصان کے لحاظ سے سب سے بڑا حملہ ہے۔اس کے بعد سے نائیجیریا کی حکومت اورافواج کا مسلسل یہی مؤقف رہا ہے کہ وہ دہشت گردوں کو کچل رہے ہیں اوران کا انجام قریب ہے تاہم حالیہ چندماہ میں نائیجیریا میں فوجی اڈوں پر جنگجوؤں کے حملوں میں دوبارہ اضافہ ہوگیا ہے۔یہ حملہ اتوار کی شب شروع ہوا تھا جس کے بعداب پورا گاؤں دہشت گردوں کے قبضے میں ہے جہاں جانی نقصان میں اضافہ بھی ہوسکتا ہے۔تجزیہ کاروں کے مطابق نائیجیریا میں ۹ر سال قبل بوکوحرام نامی شدت پسند گروہ ابھرا تھا اور اس سے ایک نیا جنگجو گروہ نکلا ہے جس نے خودکو ’’اسلامک اسٹیٹ ان ویسٹ افریقا‘‘ کا نام دیا ہے۔اسی گروہ نے نائیجیریا حملے کی ذمے داری قبول کی ہے۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

سوڈان میں باپ نے بیٹی کوفیس بک پر نیلام کردیا

جنوبی سوڈان سے تعلق رکھنے والے ایک بےرحم شخص نے اپنی بیٹی کوفیس بک پر نیلام کردیا۔بین الاقوامی میڈیا رپورٹس کے مطابق یہ انسانیت سوز واقعہ منظر عام پر آنے کے بعد سے فیس بک کوزبردست تنقید کا سامنا کرنا پڑرہا ہے،عوامی حلقے اس بات پر شدید نالاں ہیں کہ فیس بک نے اپنے پلیٹ فارم پر اس گھناؤنے عمل کو روکنے کے لیے کچھ نہیں کیا۔بچوں کے حقوق کی عالمی تنظیم ’’پلان انٹرنیشنل‘‘ کا کہنا ہے کہ ۱۷ر سالہ لڑکی کواس کے والد نے فیس بک پر نیلام کرنے کے لیے ایک ایونٹ منعقد کیا جس میں مختلف لوگوں نے بولیاں لگائیں اوران میں کچھ حکومتی افسران بھی شامل تھے۔نیلامی میں شامل ہر شخص نے لڑکی کو حاصل کرنے کی کوشش کی اور کچھ نہ کچھ پیشکش کی تاہم لڑکی سے تین گنا زائد عمر کے ایک شخص نے اسے خریدلیا۔رپورٹس کے مطابق بڑی عمر کے شخص نے ۵۰۰ر گائیں، دولگژری کار، دس ہزار امریکی ڈالر، اسمارٹ فونز اور دیگر مراعات کے عوض اسے خریدا۔انسانی حقوق کی تنظیموں اور فلاحی اداروں نے انسانی نیلامی کے عمل پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح کی ریت چل پڑی تو لوگ اپنی بیٹیوں کو نیلام کرنا شروع کردیں گے۔اس نیلامی کے لیے استعمال ہونے والے پلیٹ فارم فیس بک نے وضاحت پیش کی ہے کہ ۲۵ر اکتوبر کو یہ پوسٹ لگائی گئی اور جب اس بارے میں معلوم ہوا تو فوری کارروائی کرتے ہوئے اسے نہ صرف ہٹادیا گیا بلکہ اکاؤنٹ بھی بند کردیا گیا۔(نیوز ایکسپریس)

بزنس روزگار وکیریئر

رحمانی تھرٹی انٹرنس امتحان ۱۶ر دسمبر اور ۲۳ر جنوری کو

رحمانی تھرٹی انٹرنس ٹسٹ شمالی اور جنوبی زون میں ۱۶ر دسمبر ۲۰۱۸ء اور سنٹرل زون میں ۲۳ر جنوری ۲۰۱۹ء کو منعقد ہوگا ۔اس امتحان میں مسلم اقلیتی طبقہ کے طلبہ وطالبات دونوں حصہ لے سکتے ہیں، اس سال یہ انٹرنس امتحان آئی آئی ٹی، این آئی ٹی، سی اے، سی ایس، سی ایل اے ٹی، اوراین ڈی اے کے تمام مقابلہ جاتی امتحانوں کی تیاری کے لیے ہوگا، رحمانی تھرٹی کی جانب سے اس انٹرنس امتحان کے لیے ملک بھر کی ۲۱ر ریاستوں کے ۱۲۲ر اضلاع میں ۲۵۰ر امتحان مراکز قائم کیے گئے ہیں، امتحان سے متعلق تمام تفصیلات، رجسٹریشن فارم، سنٹر وغیرہ کی معلومات کے لیے رحمانی تھرٹی کی ویب سائٹ www.rahmanimission.org پر لاگ ان کریں۔

اس انٹرنس ٹسٹ میں وہی طلبہ وطالبات حصہ لے سکتے ہیں، جو ۲۰۱۹ء میں دسویں جماعت کے بورڈ/ اسکول اگزام میں شریک ہونے والے ہیں۔ یہ انٹرنس امتحان سی بی ایس ای، آئی سی ایس سی، اسٹیٹ بورڈ کے درمیان عام نصاب پر مبنی ہوگا، سوالات میتھ، فزکس، کیمسٹری، انگریزی زبان اور اسلامی معلومات کے موضوع پر مشتمل ہوں گے، مینٹل میتھ میٹکس (Mental Mathmatics) اور اپٹی ٹیوڈ (Aptitude) کے سوالات بھی ہوں گے۔

بارہ ربیع الاول کو ہونے والے میٹرک کے سینٹ اپ امتحان کی تاریخ آگے بڑھی

بارہ ربیع الاول مطابق ۲۱ر نومبر کو ہونے والے میٹرک کے سینٹ اپ امتحان کی تاریخ بہار بورڈ نے آگے بڑھادی ہے، اب یہ امتحان ۲۶ر نومبر کولیا جائے گا۔امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے وزیر اعلیٰ حکومت بہار، وزیر تعلیم حکومت بہار اور چیرمین بہار اسکول اگزامنیشن بورڈ کو خط لکھ کر مطالبہ کیا تھا کہ ۲۱ر نومبر کو بارہ ربیع الاول ہے، جس دن دنیا کی عظیم روحانی شخصیت اور امن عالم کے سب سے بڑے داعی پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم وفات ہے اوراس موقع پر پورے ملک میں سرکاری تعطیل ہوتی ہے، بہار سرکار کے ذریعہ بھی اس دن چھٹی کی جاتی ہے، جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وہدایات اور سیرت طیبہ پر عمل کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔لیکن اس کے باوجود بہار اسکول ایگزامنیشن بورڈ نے اس دن میٹرک کے امتحان کے لیے سینٹ اپ امتحان رکھ دیا جو سراسر غلط اور ناانصافی پر مبنی بات ہے اس لیے بورڈ کو جلد از جلد اپنے پروگرام پر نظر ثانی کر کے نیا شیڈول جاری کرنا چاہئے اور اس دن کے امتحان کو اگلی تاریخ میں منتقل کرنا چاہئے ۔کیوں کہ لاکھوں مسلمان بچے اور بچیاں سینٹ اپ امتحان میں شریک ہوں گے، اس لیے ان کے جذبات کا خیال رکھا جانا چاہئے۔امارت شرعیہ کے مطالبہ پر بہار بورڈ نے اپنا شیڈول بدل دیا ہے اور ۲۱ر نومبر کو ہونے والے امتحان کی تاریخ آگے بڑھا کر ۲۶ر نومبر کردی ہے۔بورڈ کے ترجمان اور میڈیا انچارج ابھیشیک کمار نے بتایا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تاریخ پیدائش ہونے کی وجہ سے ۲۱ر نومبر کو چھٹی کا مطالبہ کیا گیا تھا، جس کے پیش نظر امتحان کے پروگرام میں تبدیلی کی گئی ہے۔

تعلیم اور سائنس ہندوستان اور آسٹریلیا کے تعلقات کی بنیاد: صدر جمہوریہ ہند

آسٹریلیا کے میلبورن یونیورسٹی کی تعلیمی کمیونٹی اور طلبہ کو خطاب کرتے ہوئے صدر جمہوریہ ہند رام ناتھ کووند نے کہا کہ تعلیمی تعاون اور سائنسی اتحاد ہندوستان اور آسٹریلوی تعلقات کے دوستون ہیں۔ ہندوستان اور آسٹریلیا علم کے شراکت دار ہیں۔ ہندوستانی طلبہ کے لئے آسٹریلیا دوسری اعلی ترجیحی منزل ہے، اس وقت ۸۵۰۰۰ر ہندوستانی طلبہ آسٹریلیا کے مختلف حصوں میں پڑھ رہے ہیں۔ واضح ہو کہ صدر جمہوریہ ہند جمعہ کو اپنے تین روزہ آسٹریلیا کے دورے کے تیسرے دن میلبورن پہونچے تھے۔اس سے پہلے وکٹوریہ گورنر لنڈا ڈساؤ نے میلبورن کے گورنمنٹ ہاؤس میں صدر جمہوریہ ہند کا خیر مقدم کیا۔ گورنر نے مسٹر کووند کے اعزاز میں ایک ضیافت بھی کی۔صدر جمہوریہ نے آسٹریلیائی مالیاتی جائزہ ہندوستان بزنس چوٹی کانفرنس سے خطاب کیا اور آسٹریلیا- ہندوستان بزنس کونسل نے ان کے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام کیا۔صدر جمہوریہ کے دورے کے دوران ہندوستان اور آسٹریلیا نے حسب ذیل ۵ر معاہدے کئے:

۱۔ ہندوستان اور آسٹریلیا کے درمیان معذوری کے شعبے میں تعاون اور معذوروں کو خدمات فراہم کرنے سے متعلق معاہدہ۔

۲۔ باہمی سرمایہ کاری کوفروغ دینے کے لئے ہندوستان اور آسٹریلیا کے درمیان سرمایہ کاری سے متعلق معاہدہ۔

۳۔ رانچی میں قائم سینٹر مائن پلاننگ اور ڈیزائن انسٹی ٹیوٹ اور کینبرا میں قائم کامن ویلتھ سائنٹفک اور ریسرچ آرگنائزیشن کے درمیان سائنسی اشتراک اور اختراع کوفروغ دینے کا معاہدہ۔

۴۔ گنتور میں آچاریہ این جی رنگا زرعی یونیورسٹی اور پرتھ میں یونیورسٹی آف ویسٹرن آسٹریلیا کے درمیان زرعی تحقیق اور تعلیم تعاون کے لئے معاہدہ۔

۵۔ دہلی کے اندر پرستھ انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی اور برسبین کے کوئنس لینڈ یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی کے درمیان مشترکہ پی ایچ ڈی معاہدہ

فروری میں ہوگا بہار بورڈ کا میٹرک اور انٹر کا امتحان؛ ماڈل پیپر دستیاب

بہار اسکول اگزامنیشن بورڈ میٹرک کا امتحان ۲۱ر فروری ۲۰۱۹ء سے اور انٹر کا امتحان ۶ر فروری ۲۰۱۹ء سے منعقد کرے گا۔امتحان دونشستوں میں ہوں گے، پہلی نشست صبح 9:30 بجے سے 12:45 تک ہوگی، جب کہ دوسری نشست 1:45 سے شام 5:00 بجے تک ہوگی۔ بورڈ کی جانب سے امتحان کا شیڈول جاری کردیا گیا ہے، جو بورڈ کی ویب سائٹ biharboardonline.bihar.gov پر موجود ہے۔ ڈیٹ شیٹ کے علاوہ بورڈ نے ماڈل کوشچن پیپر بھی اپنی آفیشیل ویب سائٹ پر جاری کیا ہے، میٹرک کا پریکٹیکل امتحان ۲۲ سے ۲۵ر جنوری کے بیچ ہوگا، جبکہ انٹر کا پریکٹیکل امتحان ۱۵ر سے ۲۵ر جنوری کے درمیان لیا جائے گا۔

طب وسائنس

سردیوں میں بچے کی نگرانی کیسے کریں؟

سردیوں کے آتے ہی ہمارے کھانے پینے، پہننے اوڑھنے کے انداز اور معمولات زندگی ہی بدل جاتے ہیں۔ یوں یہ موسم ہماری زندگیوں میں نیا رنگ اور خوبصورتی لے کر آتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ صحت کے مسائل بھی ساتھ لے کر آتا ہے جن کا سب سے زیادہ اثر بچوں کی زندگی پر ہوتا ہے کیونکہ بچوں کی قوت مدافعت کمزور ہوتی ہے لہٰذا جراثیم ان کی طرف کھینچے چلے آتے ہیں۔ ایسے میں اگر بچوں کو ان جراثیم سے بچانے کا خاطر خواہ انتظام (baby care in winter) نہ کیا جائے تو ان کے بیمار پڑنے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔

کپڑوں کا استعمال کیسا ہونا چاہیے؟

ماہرین صحت اس بات پر زور دیتے ہیں کہ سردی سے بچنے کے لئے بجلی یا گیس پر چلنے والے ہیٹروں اور لکڑی یا کوئلوں کی انگیٹھیوں کی بجائے پہننے اور اوڑھنے والے کپڑوں کا استعمال زیادہ کرنا چاہئے۔

چائلڈ اسپیشلسٹ اس بارے میں کہتے ہیں کہ جو کپڑا بچے کی جلد کو چھو رہا ہو وہ سوتی ہونا چاہئے کیونکہ کچھ بچوں کو ریشمی و اونی کپڑوں سے الرجی ہوتی ہے۔ کچھ مائیں اپنے بچوں کو بہت زیادہ کپڑے پہنا دیتی ہیں جو بہت غلط رویہ ہے۔ اس سلسلے میں سب سے بہتر اصول یہ ہے کہ والدین اس موسم میں جتنے کپڑے خود پہنیں بچوں میں اس کی ایک تہہ اور بڑھا دیں۔ اسی طرح سلاتے وقت ان پر زیادہ کپڑوں کا ڈھیر لگانے سے بہتر ہے کہ ان کا بستر نرم، گرم اور آرام دہ ہو۔ بہت سی ماؤں کی ایک بُری عادت یہ ہے کہ وہ گرم اور اونی کپڑوں کو بہت کم دھوتی ہیں جس کے لئے ان کے پاس دو دلیلیں ہوتی ہیں۔ پہلی یہ کہ چونکہ سردیوں میں پسینہ کم آتا ہے لہٰذا گرم کپڑے اتنی جلدی میلے نہیں ہوتے۔ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ اونی کپڑوں میں دھول اور مٹی وغیرہ کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت دیگر کپڑوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔ ایسے میں گرد و غبار اور میل کچیل ان میں جمع ہو کر الرجی یا دمے کا باعث بن سکتا ہے۔ اس لئے ان کپڑوں کو بھی باقاعدگی سے اور نیم گرم پانی سے دھوئیں جب کے دوسری دلیل یہ ہوتی ہے کہ گرم کپڑے دیر سے خشک ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ بات درست ہے لیکن کپڑوں کا دھلنا بھی ضروری ہے۔

بچوں کی غذائیں کیا ہونی چاہیے؟

چائلد اسپیشلسٹ کے مطابق جب بچہ اس دنیا میں آتا ہے تو اس کا مدافعتی نظام ناپختہ اور کمزور ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ بار بار بیمار ہو جاتا ہے۔ سردیوں میں اس کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ اگر اس کی خوراک میں پھل اور سبزیاں شامل کی جائیں تو اس کی قوت مدافعت میں نمایاں اضافہ ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی غذا میں بادام، بیریز اور سالن میں مچھلی بھی شامل کی جانی چاہئے جو اومیگا تھری فیٹی ایسڈ سے بھرپور ہوتی ہے۔ سردیوں میں بچے کو گرم سوپ بھی پلائیں۔ بچوں کی خوراک میں وٹامن سی سے بھرپور اشیاء مثلاً مالٹے، لیموں، امرود، ہرے پتوں والی سبزیاں، بروکلی، گوبھی اور پالک بھی شامل ہونی چاہئیں۔ وٹامن سی اگرچہ معجزانہ صفات کی حامل شے ہے مگر اس کی یومیہ مقدار 500 ملی گرام سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔

نہانا، ہاتھ منہ دھونا کیوں ضروری ہے؟

بیکٹیریا یا اور وائرس کی وجہ سے ہونے والے انفیکشنز سے بچاؤ کے لئے بچوں کو ہاتھ دھونے کی عادت ڈلوائیں۔ یہ سردیوں میں نزلہ زکام سے بچاؤ کا سب سے آسان حل ہے۔ جن گھروں میں ہاتھ منہ دھونے اور نہانے کے لئے گرم پانی اور ہیٹر کا زیادہ استعمال ہوتا ہے، ان کے افراد میں جلد کی خشکی اور خارش کی شکایت زیادہ ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے جلد کی چکنائی بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ مزید برآں ڈاکٹر کی تجویز کے بغیر میڈیکیڈ صابن کا استعمال کم سے کم کرنا چاہئے، اس لئے کہ ان میں موجود کیمیائی اجزاء جلد پر منفی اثرات بھی مرتب کرتے ہیں۔

چھوٹے بچوں کو نہلانے کے بعد ان کی جلد پر کوئی اچھا سا لوشن یا کریم ضرور لگائیں تاکہ وہ خشکی کی شکار نہ ہو۔ اگر زیتون، سرسوں یا ناریل کے تیل سے بچے کا مساج کیا جائے تو نہ صرف اس کی ہڈیاں اور پٹھے مضبوط ہوں گے بلکہ وہ پرسکون نیند بھی سوئے گا۔

دھوپ کیوں ضروری ہے؟

اچھی نیند کے لئے بچوں کا کمرہ نیم گرم اور پرسکون ہونا چاہئے جس کے لئے ہیومڈیفائر (humidifier) کا استعمال بھی مناسب ہے۔ بند کمروں میں جراثیم زیادہ ہوتے ہیں لہٰذا دن میں کچھ وقت کے لئے ان کے دروازے اور کھڑکیاں کھلی رکھیں تاکہ زیادہ ہوا اور دھوپ اندر داخل ہوسکے۔ سورج کی روشنی میں قدرتی طور پر یہ صلاحیت پائی جاتی ہے کہ وہ جراثیم کو ختم کرسکیں۔

معالج سے رابطہ کرنا ضروری ہے؟

سردیوں میں نزلہ زکام اگر وائرس کی وجہ سے ہو تو زیادہ تر صورتوں میں وہ دوا کے بغیر بھی خود بخود ٹھیک ہو جاتا ہے لیکن اس کا سبب اگر بیکٹیریا ہوں تو اینٹی بائیوٹکس ادویات کا استعمال ضروری ہوتا ہے۔ ان دونوں معاملات میں تمیز ڈاکٹر ہی کرسکتا ہے لہٰذا اس کے مشورے کے بغیر دوا نہیں لینی چاہئے۔ اس کے برعکس بہت سی مائیں خود ہی بچے کو دوائیں شروع کرا دیتی ہیں اور وجہ یہ بتاتی ہیں کہ پچھلی دفعہ جب وہ بیمار ہوا تھا تو ڈاکٹر نے یہی دوا تجویز کی تھی۔ یہ سراسر غلط طرز عمل ہے جو بچوں کی صحت کے لئے نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔

ننھے بچے پھولوں کی طرح نازک ہوتے ہیں جنہیں بڑوں کی نسبت زیادہ محبت اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے کہ وہ خود اپنا خیال اچھی طرح سے نہیں رکھ سکتے۔ اگرچہ والدین اپنی صحت کی قربانی دے کر بھی اپنے بچوں کی صحت کا خیال رکھتے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض اوقات لاعلمی اور غلط تصورات کی وجہ سے وہ انہیں فائدہ پہنچانے کی بجائے ان کے لئے نقصان کا باعث بن جاتے ہیں۔ اس لئے انہیں چاہئے کہ محض سنی سنائی باتوں کی بجائے مصدقہ معلومات پر بھروسہ کریں۔ (ایچ ٹی وی ۱۹؍نومبر ۲۰۱۸ء)

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا اٹھائیسواں سالانہ سہ روزہ فقہی سیمینار اختتام پذیر

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا اٹھائیسواں سالانہ سہ روزہ فقہی سیمینار دارالعلوم محمدیہ میل کھیڑلا بھرت پور، راجستھان میں اختتام کو پہونچا۔ اس سیمینار میں ہندوستان کے تمام علاقوں اور اہم دینی درسگاہوں کے نمائندوں اور معروف علماء واصحاب افتا نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ ایران، افغانستان، بنگلہ دیش، نیپال، یمن، قطر اور جنوبی افریقہ سے مختلف افراد اور نمائندہ وفود نے شرکت کی۔ اس سیمینار میں چار نہایت اہم موضوعات انفارمیشن ٹیکنالوجی سے مربوط مسائل، ہیرے جواہرات کی خرید و فروخت کے سلسلہ میں پیدا ہونے والی نئی شکلوں، سماجی برائیوں کو دور کرنے اور خاص کر عورتوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کے تدارک کے لئے مالی جرمانہ اور کسی بھی انسان کی ناواقفیت اور لاعلمی کی وجہ سے ہونے والی غلطیوں سے متعلق شرعی احکام اور علماء کی ذمہ داریوں پر تفصیل سے غور و خوض کیا گیا اور آخری نشست میں اتفاق رائے سے تجاویز منظور کی گئیں۔ سیمینار کی آخری نشست کی صدارت اکیڈمی کے نائب صدر مولانا برہان الدین سنبھلی نے کی۔ مولانا عبیداللہ اسعدی نے سیمینار کی تجاویز پڑھ کر سنائیں جب کہ اکیڈمی کے جنرل سکریٹری مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے تجاویز کے بارے میں ضروری وضاحتیں پیش کیں۔ مولانا عتیق احمد بستوی نے اکیڈمی کی طرف سے اور مولانا محمد راشد قاسمی نے دارالعلوم محمدیہ میل کھیڑلا کی طرف سے ہدیہ تشکر پیش کیا۔ نیز جنوبی افریقہ، افغانستان، بنگلہ دیش سے آئے ہوئے بعض مہمانوں نے اکیڈمی کے کام اور اس کے طریقہ کار کے بارے میں گہرے تاثرات کا اظہار کیا۔ (بصیرت آن لائن ۱۹ نومبر ۲۰۱۸)

رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر: دوسرا آئی کیمپ جاری

رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر میں رواں سال کا دوسرا مفت آئی کیمپ جاری ہے، مشہور ماہر امراض چشم ڈاکٹر سدھانشو کمار (گیا) اور ان کی ٹیم مریضوں کی آنکھوں میں لینس لگانے کا کام کر رہی ہے، اس کیمپ میں ۵۰۰؍ مریضوں کی آنکھوں میں لینس لگانے کا ہدف ہے، اس سے پہلے کیمپ میں ۱۰۷؍ مریضوں کی آنکھوں میں لینس لگایا گیا تھا، اس سال پانچ اور کیمپ ہوں گے، رحمانی فاؤنڈیشن نے اس سال ڈھائی ہزار لوگوں کی آنکھوں میں لینس لگانے کا ہدف طے کیا ہے، بقیہ کیمپ اب فروری میں ہوں گے، دسمبر اور جنوری میں شدید جاڑے کی وجہ سے کیمپ منعقد نہیں ہوگا۔ کیمپ میں مریضوں کی آنکھوں میں مفت لینس لگایا جاتا ہے، اور انہیں دوا سے لے کر کھانے پینے اور رہنے سہنے ہر ایک کی سہولت مفت فراہم کی جاتی ہے، کیمپ میں صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے، کیمپ مثالی ہوتا ہے۔ رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر مشہور فلاحی ادارہ ہے، جو مذہب وملت کے فرق کے بغیر سماج کی خدمت میں دو دہائی سے لگا ہوا ہے، اس کے بانی مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر کی کوششوں سے اس ادارہ نے سماجی خدمات کے میدان میں اپنا نام اور مقام پیدا کیا ہے، اور ہر سطح پر عوام کی بے لوث خدمت کر رہا ہے۔

حج 2019 کے لئے درخواست فارم کی تاریخ میں اضافہ

حج 2019 کے لئے درخواست فارم داخل کرنے کی آخری تاریخ میں توسیع کر دی گئی ہے۔ اب 12 دسمبر تک حج فارم جمع کئے جاسکتے ہیں۔ مرکزی حج کمیٹی نے ممبئی کے حج ہاؤس میں منعقدہ میٹنگ میں مزید 25 روز کے اضافے کا اعلان کیا ہے۔ واضح رہے کہ 17 نومبر تک حج درخواست فارم داخل کرنے کی آخری تاریخ تھی۔ حج کمیٹی کو دو لاکھ 10 ہزار درخواست فارم موصول ہوئے ہیں۔ درخواست فارم کم موصول ہونے کی صورت میں حج کمیٹی نے اپنی میٹنگ میں تاریخ کے اضافے کے موضوع کو اہمیت دی تھی۔

پروہت کی عرضی سپریم کورٹ سے خارج

مالیگاؤں ۲۰۰۸ء بم دھماکہ معاملے کے کلیدی ملزم کرنل پروہت کو اس وقت مزید ہزیمت اٹھانی پڑی جب اس کی ممبئی ہائی کورٹ کے فیصلہ کے خلاف داخل کی گئی اپیل کو سپریم کورٹ آف انڈیا نے خارج کر دیا اور اس کی پٹیشن کو سماعت کے قابل بھی نہیں سمجھا، فریقین کے دلائل کی سماعت کے بعد تین رکنی بینچ کے جسٹس رنجن گگوئی، جسٹس سنجے کشن کول، جسٹس کے ایم جوزف نے یہ کہتے ہوئے کرنل پروہت کی عرضداشت مسترد کر دی کہ ممبئی ہائی کورٹ اس معاملے میں سماعت مکمل کرے نیز اسٹے کی اس کی درخواست کو بھی مسترد کر دیا، واضح رہے کہ گذشتہ ماہ خصوصی این آئی اے عدالت نے ملزمین کے خلاف یو اے پی اے قانون و دیگر قوانین کی مختلف دفعات کے تحت مقدمہ قائم کئے جانے کے احکامات جاری کئے تھے جس کے بعد ملزم کرنل پروہت نے ہائی کورٹ سے رجوع کیا تھا جہاں اسے منہ کی کھانی پڑی تھی اور پھر سپریم کورٹ نے بھی اس کی عرضداشت کو خارج کر دیا۔ قابل ذکر ہے کہ خصوصی عدالت نے ملزمین سادھوی پرگیا سنگھ ٹھاکر، سدھاکر دویدی، میجر رمیش اپادھیائے، سمیر کلکرنی، سدھاکر چترویدی اور اجئے راہیکر کے خلاف مقدمہ قائم کیئے جانے کے احکامات جاری کیئے تھے جس کے بعد سے ملزمین اس تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح معاملے کی سماعت رک جائے اور ان پر سے یو اے پی قانون کی دفعات ہٹ جائے۔

s\MD ASADULLAH\Downloads\26.11.2018.inp 28-11-2018 17:55 PAGE 10 (1,1)

بقیہ اپنی اجتماعی قوت کو مضبوط کریں

بقیہ اپنی اجتماعی قوت کو مضبوط کریں .... اس اجلاس سے ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، مولانا محمد شمشاد رحمانی استاذ حدیث دار العلوم وقف دیوبند نے بھی خطاب کیا۔ ہزاروں کی تعداد میں فرزندان توحید نے اس اجلاس عام میں شرکت کی، اس موقع پر مغربی چمپارن کے مختلف حلقوں سے آئے علماء کرام کے علاوہ عوام وخواص اور مختلف حلقہ کی نمائندہ شخصیات نے حضرت امیر شریعت کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ رحمانی سے روحانی نسبت حاصل کی۔ اجلاس کے بعد یتیم خانہ بدریہ کے دار الاقامہ کے جدید تعمیر کا سنگ بنیاد بھی رکھا گیا، آخر میں اجلاس حضرت امیر شریعت کی پرسوز دعا پر اختتام کو پہونچا۔

مشرقی چمپارن

امارت شرعیہ کے نقباء ونائبین کا دوسرا دوروزہ خصوصی تربیتی ومذاکراتی اجلاس ۱۹؍نومبر کو مشرقی چمپارن کے لہن ڈھاکہ میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی پہلی نشست سے خطاب کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ میڈیا کے ذریعہ مسلمانوں کی غلط تاریخ پیش کر کے برادران وطن کے ذہنوں کو بگاڑا، اوران کے خلاف نفرت کا ماحول پیدا کیا جارہا ہے، ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم نفرت کو محبت میں بدلیں اور اپنی اجتماعی طاقت کو مضبوط کریں، اور مل جل کر حالات کے مقابلہ کے لیے تن من دھن سے تیار رہیں، اس کے لیے اپنی انا کو ختم کرنا ہوگا اور آپس کے میل جول کو بڑھانا ہوگا۔ حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ نقباء کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ ایسے پس ماندہ مسلم آبادی والے علاقے جہاں بنیادی تعلیم کا کوئی نظم نہیں ہے،، مقامی لوگوں سے مل کر دینی مکاتب قائم کریں اور مسجد کے ائمہ کرام کو امامت کے ساتھ ساتھ تعلیم دینے پر بھی آمادہ کریں، اوران کے لیے الگ سے اکرامیہ کا بھی نظم کریں، اس سلسلہ میں امارت شرعیہ کا بھی تعاون رہے گا، حضرت امیر شریعت نے نوجوانوں کو جسمانی اعتبار سے مستحکم ہونے اور جسمانی طاقت کے لیے ورزش کرنے بھی زور دیا، آپ نے مزید فرمایا کہ اس وقت ملک میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کی فضا پیدا کی جارہی ہے، جس کی وجہ سے ان کے خلاف جارحیت کی ذہنیت ابھر رہی ہے، ان حالات میں ہم لوگوں کو اپنے رویہ میں تبدیلی لانی ہوگی، وحدت واجتماعیت کے ساتھ مسائل کو حل کرنا ہوگا، خوف ودہشت کے ماحول سے باہر نکلنا ہوگا، اس لیے کہ ایمان اور خوف ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ اس موقع پر حضرت امیر شریعت نے نقباء کے علاقائی مسائل کو توجہ سے سنا اور عملی طور پر اس کے حل کی تدبیر بھی نکالی۔ ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن صاحب قاسمی نے نقباء کے اس مشاورتی اجلاس میں ان کے استفسار کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ آپ حضرات نے جن مسائل کی طرف توجہ دلائی ہے، چاہے قبرستان کی گھیرا بندی کا مسئلہ ہو یا مکتب ومسجد کی تعمیر کا معاملہ انشاء اللہ ہم سب لوگ مل جل کر باہمی مشورہ سے اس کام کو حضرت امیر شریعت کی ہدایت کے مطابق انجام دیں گے، انہوں نے آپسی تنازعات کو مل بیٹھ کر حل کر لینے پر بھی توجہ دلائی اور کہا کہ فرقہ وارانہ کشیدگی کے موقع پر نقباء حضرات وقت سے پہلے حالات سے امارت شرعیہ کو آگاہ کریں، بلکہ پہلے خود ہی فضاء کو سازگار بنانے کی کوشش کریں، دار العلوم دیوبند کے استاذ حدیث حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نے اپنے خطاب فرمایا کہ امارت شرعیہ کا قیام اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے، ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم امیر شریعت کی اطاعت کریں، اور سمع وطاعت کے جذبہ کے ساتھ ان کی ہر بات کو مانیں، ہمارے موجودہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کو اللہ نے اخلاص کا پیکر بنایا ہے، وہ ملت کا درد رکھتے ہیں، وہ اسی درد کو سننے کے لیے آپ کے درمیان آئے ہیں تا کہ مشکلات کو حل کریں اس لیے نقباء کی بھی ذمہ داری ہے کہ حضرت امیر شریعت کے احکام وپیغام کی نمائندگی کریں اور علاقہ کے لوگوں کو مسائل کو سمجھ کر حضرت تک پہونچائیں۔ نائب ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے کہا کہ نقباء امارت شرعیہ کے مضبوط ستون ہیں، جس طرح کسی انسان کے جسم میں دل مرکز کی حیثیت رکھتا ہے، اسی طرح ہمارے نقباء علاقہ میں امارت شرعیہ کے لیے مرکز کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کی ذمہ داری ہے کہ صالح بنیادوں پر عوام کی اصلاح کی فکر کریں، اور جہالت وبے دینی کو دور کرنے کے لیے تدبیریں نکالیں، اجلاس کی نظامت مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے انجام دی۔ (بقیہ صفحہ ۱۰؍ پر) انہوں نے اجلاس کے بنیادی مقاصد پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ یہ اجلاس نقباء سے تعلق کو کیسے مضبوط کیا جائے اور زمینی مسائل اور سماجی بگاڑ کو کیسے ختم کیا جائے، اس پہلو پر آپ کے قیمتی آراء کے بعد حضرت امیر شریعت کے رہنما اصول سامنے آئیں گے اور ہم سب اس پر عمل کریں گے، اس اجلاس میں ۲۷؍ بلاک کے نقباء نے شرکت کی اور اپنے علاقہ کے ملی اور سماجی مسائل و دشواریوں کو پیش کیا، جس کا حضرت امیر شریعت مدظلہ نے حل بھی بتایا، اس اجلاس کو کامیاب اور با مقصد بنانے کے لیے نائب ناظم مولانا سہیل احمد ندوی، مفتی محمد امام الدین قاسمی، مولانا قمر انیس قاسمی، قاضی اطہر جاوید، اور امارت شرعیہ کے مبلغین کے علاوہ مجلس استقبالیہ کے تمام ذمہ داران وممبران نے سرگرم حصہ لیا۔ بعد نماز عصر ومغرب حضرت امیر شریعت مدظلہ نے بیعت کی شرعی حیثیت پر مفصل گفتگو کی اور کہا کہ یہ عہد نبوی اور دور صحابہ سے تسلسل کے ساتھ جاری ہے، اس موقع پر حضرت امیر شریعت کے دست حق پرست پر بڑی تعداد میں لوگوں نے بیعت تزکیہ واحسان کیا۔

اس سلسلہ کا تیسرا اجلاس ۲۰؍نومبر کو عیدگاہ کے احاطہ میں دن میں گیارہ بجے شروع ہوا، جس میں ڈھائی ہزار سے زائد علماء، ائمہ مساجد، اصحاب فکر ونظر، علاقہ کے نامور علمی شخصیات، دینی وملی خدمت گاروں اور دانشوروں نے شرکت کی، اس موقع پر حضرت امیر شریعت مدظلہ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی اجتماعی طاقت کو کمزور کرنے اوران کے وجود کو ہلکا کرنے کی منظم کوششیں ہورہی ہیں، تا کہ مسلمان ملک کی سیاست پر اثر انداز نہ ہوسکیں، ہم مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ کلمہ کی بنیاد پر اپنی اجتماعی طاقت کو مضبوط کریں تا کہ ہم بھی ملکی حالات پر اثر انداز ہوسکیں۔ اس موقع پر شرکاء اجلاس نے اپنے اپنے علاقہ کے متعدد ملی مسائل اور سماجی خرابیوں کے حل کی طرف توجہ دلائی، اور بہت سی قیمتی آراء پیش کیں، ان اصحاب کی تجاویز اور مسائل کے حل پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ ہمارے بہت سے بھائیوں نے مسلمانوں کے لیے میڈیا سنٹر کے قیام کی تجویز رکھی، مگر زمینی سطح پر لانے میں کچھ دشواریاں ہیں، آزادی سے پہلے مسلمانوں کا انگریزی اخبار طبع ہوتا تھا اور خوب پڑھا جاتا تھا، مگر بدقسمتی ایسی کہ آزادی کے بعد یہ سلسلہ قائم نہیں رہ سکا، جہاں تک سرکاری اسکیموں سے فائدہ اٹھانے کا معاملہ ہے تو بلاشبہ بعض اسکیمیں افسران کی قانونی پیچیدگیوں کی نذر ہوجاتی ہیں، اگر ہم سب اجتماعی قوت کے ساتھ ان پیچیدگیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں تو کامیابی مل سکتی ہے، حضرت امیر شریعت نے مکاتب اور مدارس کے نظام کو مؤثر بنانے کے لیے باہمی تعاون سے کام کرنے پر توجہ دلائی اور اردو زبان کو فروغ دینے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اس زبان سے ہمارا بہت بڑا سرمایہ وابستہ ہے، دینی وتہذیبی بھی ہے اور ثقافتی بھی، بچیوں کی تعلیم وتربیت پر خصوصی نگاہ رکھنے کی طرف بھی اشارہ کیا، ہماری بچیاں اسکول جارہی ہیں، تو والدین کی ذمہ داری ہے کہ ان کی نگرانی کریں اور نگاہ رکھیں اور سب سے پہلے اپنے بچوں کو دین کی بنیادی تعلیم سے آراستہ کریں، ائمہ کرام خطبات جمعہ میں اس پہلو پر روشنی ڈالیں، ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے کہا کہ آج کی اس مجلس میں سماج کے ہر طبقہ کے سرکردہ افراد جمع ہیں، جنہوں نے چند اہم مشورے بھی دیے ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم سب کلمہ کی بنیاد پر ایک امت اور ایک جماعت بن کر زندگی گذاریں اگر کہیں ذہنی ناہمواری کی وجہ سے تنازع پیدا ہوجائے تو آپس میں مل بیٹھ کر حل کریں، اگر معاملہ حل نہ ہوا تو امارت شرعیہ سے رجوع کریں، سماجی برائیوں کو مٹانے کے لیے ہر شخص اس کے اصلاح کی کوشش کرے، شادی بیاہ میں تلک وجہیز کی رسم کو ختم کریں، اسراف اور فضول خرچی سے بچیں، ناظم صاحب نے کہا کہ ملت کی تعمیر کے لیے اقامتی اسکول قائم کریں، اگر آپ سب لوگ سر جوڑ کر فکرمندی کے ساتھ اس کام کو انجام دیں گے تو معیاری اسکول قائم ہوسکتا ہے۔ دار العلوم وقف دیوبند کے موقر استاذ حدیث حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب نے کہا کہ یہاں علماء اور ائمہ کرام جمع ہیں، قرآن وحدیث میں ان کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں زمین پر چراغ سے تشبیہ دی ہے، اگر ہمارے علماء کا رشتہ اللہ سے مضبوط ہوجائے تو ان کا روحانی فیض عام ہوجائے گا، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی، بانی امارت شرعیہ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہم اور دوسرے اکابر نے اپنا رشتہ اللہ سے ایسا مضبوط کیا کہ اللہ نے ان کے ذریعہ امت کی تعمیر وتشکیل کا بڑا کام لیا، اس لیے علماء کو تین باتوں کا خیال رکھنا چاہئے، پہلی بات غرور وتکبر سے بچنا چاہئے اور تواضع اختیار کرنا چاہئے۔ دوسری بات ان کے اندر بے نیازی کی شان ہونی چاہئے۔ تیسری بات یہ کہ تحمل اور برداشت کے دامن کو تھامے رہنا چاہئے۔ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ امارت شرعیہ کا جو نظام ہے، وہ اجتماعی نظام کا مظہر ہے، اس نظام سے وابستہ رہنے میں ہی دنیا وآخرت کی کامیابی مل سکتی ہے، اس لیے کہ امارت شرعیہ اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، ہم سب کو اس کی قدر کرنی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ جماعت کا ایک سبق یہ بھی ہے کہ ایمان ویقین کی پختگی کے ساتھ ہمارا علم بھی مستحکم ہو، اور مادری زبان بھی زندہ رہے، یہودیوں نے عبرانی (ہبرو) زبان کو بائیس سو سال تک زندہ رکھا، پھر جب اسرائیلی حکومت وجود میں آئی تو وہ سرکاری زبان قرار پائی، حالانکہ اس وقت صرف پانچ ہزار لوگ اس زبان سے واقف تھے۔ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے کہا کہ ہم سب لوگ کردار وعمل کے غازی بنیں، اور ہر طرح کے چیلنجوں کا حکمت وتدبر کے ساتھ مقابلہ کریں، ان شاء اللہ مسائل حل ہوں گے، مولانا موصوف نے اس دوروزہ تربیتی اجلاس کی نظامت بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیتے ہوئے نقباء اوران کے نائبین کو ان کی ذمہ داریاں بتلائیں، علماء وائمہ مساجد سے مسلمانوں کے اندر دینی جذبہ کو ابھارنے کی تلقین کی۔

اجلاس عام

اس دوروزہ تربیتی اجلاس کے اختتام پر لہن ڈھاکہ کے عیدگاہ سے متصل ایک وسیع میدان میں اجلاس عام ہوا، جس میں ہزاروں کی تعداد میں فرزندان توحید نے شرکت کی، اس اجلاس عام میں صدارتی خطاب کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ ملک کے سیاسی بازیگر مسلمانوں کو عددی کثرت وقلت میں الجھا رہے ہیں اور بدقسمتی ایسی کہ مسلمان بھی اس سازش کے شکار ہوتے جا رہے ہیں، ذرا غور کیجئے کہ ماضی میں مسلمانوں کی تعداد آج کے مقابلہ میں بہت تھوڑی تھی، مگر اقتدار اور حکومت ان کے ہاتھوں میں تھی، جہاں انہوں نے کامیاب حکومت کی اور ملک کو ترقی دی، بات دراصل یہ ہے کہ ان کا اللہ پر پورا اعتماد ویقین تھا، زندگی اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق گذر رہی تھی، لیکن اب ہمارا رشتہ اللہ سے کمزور ہوتا جارہا ہے، جس کی وجہ سے ہم دوسروں کی نگاہ میں کمتر ہوگئے ہیں، قرآن نے تو کہا تھا کہ تمہیں سربلند ہوگے اگر تم مومن ہو، یہ آیت ہم سبھوں کو جھنجھوڑ رہی ہے کہ کیا ہم سب سچے اور پکے مومن ہیں؟ جواب دل سے دینا ہوگا کہ کیا جسم کا کوئی پرزہ ڈھیلا تو نہیں ہوگیا ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اقلیت میں ہیں، اس لیے ذلت مقدر ہوگئی ہے، حالانکہ تاریخ اس کا انکار کررہی ہے، اس ملک میں کسی زمانہ میں مسلمان اکثریت میں نہیں رہے ہیں، پہلی جماعت صحابہ کی آئی، پھر دوسری جماعت آئی اور اللہ کی زمین پر اللہ کا نام لینا شروع کیا اور لوگوں کو دین وایمان کی دعوت دینے لگے اور اللہ کے بندے ایمان میں داخل ہوتے گئے، ان کے چلنے پھرنے سے لوگ یقین کرتے کہ یہ صاحب ایمان ہیں، جب پندرہ ہزار کی تعداد ہوئی تو بادشاہ وقت نے انہیں جج کے منصب پر فائز کیا اوران کے طریقہ کار سے لوگ اسلام سے قریب ہوتے گئے اور انہیں جدوجہد کے نتیجے میں کیرالہ میں پہلی مسجد کی تعمیر ہوئی، یہاں سے ملک کی ایک نئی تاریخ بنی، اور پھر آبادی بڑھتی گئی، ڈیڑھ لاکھ کے قریب مسلمانوں کی آبادی ہوئی تو وہ ایک سلطنت کے مالک بھی بنے، اس عہد میں لوگ خوشگوار وپرامن زندگی گذار رہے تھے، کسی کو شکایت کا موقع نہیں تھا۔ آج ہماری تعداد پہلے سے زیادہ ہے، لیکن ہم حاشیہ پر آگئے ہیں، بات یہ ہے کہ ہماری پہچان مٹ گئی ہے جو پہچان حضور ﷺ نے بنائی تھی، ہم نے اپنے باپ داداؤں کے کردار وعمل کو چھوڑ دیا، پھر ایمان بھی کمزور ہوتا چلا گیا، ہمارے اخلاقی حالات بھی کمزور پڑتے چلے گئے جس کی وجہ سے ہم اللہ کے ساتھ ساتھ لوگوں کی نگاہوں میں بھی ذلیل ہوگئے۔ آپ حضرات ۱۵؍اپریل کو دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس میں شرکت کی، اور اپنی اسلامی شناخت اور مذہبی کردار کا اچھا مظاہرہ کیا، اس کو زندگی میں لائیے۔ اپنے عمل سے بتائیے کہ ایمان والے ایسے ہوتے ہیں۔ ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے سروں پر عزت کا تاج رکھا ہے، عورتیں خود اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں، اور اپنے شوہر کے حقوق کو ادا کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ ناظم صاحب نے ازواج مطہرات اور صحابیات کے واقعات کی روشنی میں کہا کہ خواتین اگر چاہیں تو گھر کے ماحول کو اسلامی ماحول بنا سکتی ہیں، مردوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ اپنے گھریلو مسائل ومعاملات میں عورتوں سے بھی مشورہ لیا کریں، تا کہ ان کی دلجوئی بھی ہوتی رہے۔ دار العلوم دیوبند وقف کے استاذ حدیث مولانا محمد شمشاد رحمانی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مفصل روشنی ڈالی، اور لوگوں سے اس کے مطابق زندگی گذارنے کا عہد وپیمان لیا۔ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے قرآن کریم پر عمل کرنے پر زور دیا اور کہا کہ یہ کتاب ہدایت بھی ہے اور رہنما اصول بھی۔ مولانا محمد سہراب ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے سماجی برائیوں کو مٹانے اور صالح معاشرہ کی تشکیل پر زور دیا، مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے کلمہ کی بنیاد پر متحد زندگی گذارنے کی تلقین کی، مولانا اطہر جاوید قاسمی قاضی شریعت ڈھاکہ نے غیبت، چغل خوری، حرام خوری اور دیگر سماجی واخلاقی رذائل کی برائی اور شناعت کو تفصیل سے بیان کیا اور لوگوں کو ان برائیوں سے بچنے کی ترغیب دی۔ اس موقع پر مولانا امان اللہ مظاہری نے حضرت امیر شریعت مدظلہ کی خدمت میں سپاس نامہ بھی پیش کیا، اس اجلاس کی نظامت مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نے بہت ہی خوش اسلوبی سے کی۔ امارت شرعیہ کے ان تمام اجلاس کو کامیاب بنانے کے لیے نائب ناظم مولانا سہیل احمد ندوی، مولانا رضوان احمد ندوی نائب مدیر نقیب، مفتی محمد امام الدین قاسمی، مولانا قمر انیس قاسمی، قاضی اطہر جاوید قاسمی، مولوی ممتاز احمد کے علاوہ مولانا سعود اللہ رحمانی، مولانا عبد القادر رحمانی، مولانا ظہیر الحسن شمسی، مولانا مزمل حسین قاسمی، مولانا اختر حسین شمسی، مولانا محی الدین صاحب، مولانا عبد الباری راہی، وغیرہ مبلغین امارت شرعیہ نے شب وروز جدوجہد کی، مجلس استقبالیہ کے اصحاب بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں، جنہوں نے نظم ونسق کو برقرار رکھنے میں انتھک کوشش کی، اللہ ان سب کو جزائے خیر دے۔ اخیر میں یہ اجلاس حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

ربیع الاول کا مہینہ دنیا کی تاریخ میں ایک پاکیزہ اور مقدس انقلاب کی علامت

۱۲؍ربیع الاول کے موقع پر حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کا پیغام قوم کے نام

ربیع الاول کا مہینہ اسلامی تاریخ ہی نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ میں ایک پاکیزہ اور مقدس انقلاب کی علامت ہے، یہ وہ مہینہ ہے، جس میں کائنات کی سب سے عظیم ہستی، پیغمبر اسلام، خاتم النبیین، سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور دنیا میں ایک مقدس و پاکیزہ انقلاب کی بنیاد رکھی، جو دنیا کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی اعلیٰ اخلاق، انسانی اقدار، محبت، شرافت، انسانی ہمدردی، غمخواری، کمزوروں، ضعیفوں، یتیموں، بیواؤں کی خبر گیری، رحمدلی، صداقت و امانت اور عدل وانصاف کی اعلیٰ ترین مثال اور نمونہ ہے، ایک بہترین اور آئیڈیل انسان کے اندر جتنی بھی خوبیاں اور کمالات ہو سکتے ہیں وہ سب آپ کے اندر بدرجہ اتم موجود تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے زمانے سے لے کر آج تک ہر وہ آدمی جو حق و صداقت کا معترف ہے، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں اور کمالات کا نہ صرف اعتراف کیا ہے بلکہ ان کے سامنے اپنی جبین عقیدت کو خم کیا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام اور آپ کی تعلیمات کو اپنا کر دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کی۔ ہم تمام مسلمانوں کے لیے یہ اللہ کی سب سے بڑی نعمت اور اس کا خاص فضل ہے کہ اللہ نے ہمیں اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا ہے، ہم اس نعمت اور فضل پر اللہ کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے، اور شکر کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ کی سنتوں کے مطابق ڈھال لیں۔

ربیع الاول کا مہینہ ہر سال ہمیں یاد دلاتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیغام پوری دنیا کے سامنے پیش کیا اور جن اخلاق و صفات کی تعلیم دی، ہم پہلے ان خوبیوں اور اخلاق و صفات کو اپنے اندر پیدا کریں اور دنیا کے سامنے عملی طور پر ان کو پیش کریں۔ یہی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی اور ان سے حقیقی محبت و عقیدت کی علامت ہے۔ ربیع الاول کا یہ مہینہ ہم مسلمانوں کو ہماری ذمہ داری کا احساس کراتا ہے کہ اللہ نے جس مشن کے لیے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تھا یعنی پوری دنیا میں اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے اور خدائے وحدہ لاشریک کے پسندیدہ دین کو قائم کرنے کے لیے اور جو مشن آپ کے بعد رہتی دنیا تک کے لیے امت کے علماء اور تعلیم یافتہ لوگوں کے ذمہ کر دیا گیا ہے، کیا ہم اس ذمہ داری کو انجام دے رہے ہیں؟

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے ہماری حقیقی محبت و عقیدت تب ثابت ہوگی جب ہمارا ہر عمل اور ہماری پوری زندگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ اور آپ کی تعلیمات کے مطابق گذرے گی، اور ہماری اجتماعی و انفرادی زندگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کی تعلیمات کا عملی نمونہ بنے گی۔ ربیع الاول کا یہ مہینہ ہمیں اپنی زندگی کے اندر تبدیلی لانے کی بھی دعوت دیتا ہے۔

یقیناً ربیع الاول کا مہینہ تمام مسلمانوں کے لیے بے انتہا خوشی کا مہینہ ہے، لیکن ساتھ ہی یاد رکھنا چاہئے کہ اسی مہینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بھی ہوا، جو کہ نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ پوری کائنات کے لیے ایک عظیم سانحہ اور غم و رنج کا موقع ہے۔ اس لیے جہاں ہمیں ولادت نبی کی خوشی نصیب ہوئی تو دوسری طرف رحلت نبی کا غم بھی اس مہینہ میں ہمارے حصہ میں آیا، اور خوشی و رنج دونوں صورتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کی بتائی ہوئی حدوں سے تجاوز نہ کریں، ایسے بابرکت موقع سے بعض غیر شرعی رسوم و رواج کا چلن ہو گیا ہے، ہم سبھوں کو ایسی کارروائیوں سے پورے طور پر بچنا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو خوشی کے موقع پر شور و شغب اور ہنگامہ آرائی کو پسند کیا ہے اور نہ رنج والم کے موقع پر نوحہ وگریہ اور ماتم وسینہ کوبی کی تعلیم دی ہے۔ ہم سب کو چاہئے کہ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح کا مطالعہ کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت کریں، توبہ واستغفار کی کثرت کی جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور پیغام امن کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی کوشش کی جائے، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اپنی زندگی میں سنت نبوی کو داخل کرنے کی محنت اور عزم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت کے مطابق چلنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

دار العلوم بسوریا میں ۳۳؍حفاظ کرام کی حضرت امیر شریعت مدظلہ کے ہاتھوں دستار بندی

دار العلوم بسوریا مغربی چمپارن کے احاطہ میں ۳۳؍حفاظ کرام کو دستار فضیلت باندھتے ہوئے مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العای نے فرمایا کہ ان حفاظ کرام کی دل سے قدر کیجئے، اللہ نے ان کے سینوں کو اپنے کلام سے منور کر دیا ہے، اور قیامت کے دن ان کے درجات بلند رہیں گے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حفاظ سے کہیں گے کہ قرآن کی ۶۶۶۶ آیات ہیں، انہیں پڑھتا جا اور چڑھتا جا، اس لیے اپنے بچے کو پہلے حافظ قرآن بنائیں، پھر ان کو عصری تعلیم سے آراستہ کریں، پھر اگر چاہیں تو عالم بنائیں، یہیں سے محنت کا مزاج بنتا ہے۔ انہوں نے تجربات کی روشنی میں فرمایا، جو بچے پہلے حافظ ہو جاتے ہیں، ان کے اندر محنت و مشقت کی عادت پڑ جاتی ہے، اور اس کے بعد ان کی صلاحیت نکھرتی ہے، حضرت امیر شریعت نے مدرسہ کی تعلیمی اور تربیتی نظام پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ اتنے بچوں کا حافظ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ مدرسہ تعلیمی اعتبار سے ترقی کر رہا ہے، اس لیے صرف مالی چندوں پر پر اکتفانہ کریں بلکہ آپ کا مزاج یہ ہونا چاہئے کہ ہر آدمی اپنے بچوں کا چندہ دیں۔ حضرت امیر شریعت نے قرآن کی فضیلت اور عظمت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ خوش نصیب ہی حافظ قرآن ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ خود حافظ قرآن کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس موقع پر دار العلوم وقف دیوبند کے استاذ حدیث مولانا مفتی محمد شمشاد رحمانی صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ربیع الاول کا یہ مہینہ ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مہینہ ہے، اسی مہینہ میں محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے، اس لیے اس مناسبت سے طلبہ کو سیرت نبوی کے مطالعہ کا مزاج بنانا چاہئے ساتھ ہی ہم سب عملی طور پر بھی سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اپنی زندگیوں میں نافذ کریں۔ ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ یہ ادارہ علاقہ کا ایک مثالی اور معیاری ادارہ ہے، اس کا ہر طرح تعاون کرنا ہم سب کا اخلاقی فریضہ، اس سے قبل مولانا محمد قاسم صاحب ناظم مدرسہ نے معاشرتی و سماجی برائیوں کو ختم کرنے اور صالح معاشرہ کی تعمیر و تشکیل پر زور دیا، اس موقع پر مدرسہ کے طلبہ کی جانب سے ادبی اور ثقافتی پروگرام بھی پیش کیا گیا۔ دستار بندی کے اس اجلاس کو کامیاب اور بامقصد بنانے کے لیے صدر مدرسہ الحاج محمد فاروق صاحب اور ان کے رفقاء نے اہم کردار ادا کیا۔

بقیات

بقیہ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں .... اس وقت بھی ہمارے ملک میں کچھ دجال وکذاب پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں، جو مختلف انداز میں مسلمانوں کو راہ حق سے ہٹانے کے درپے ہیں، وہ کبھی اپنے کو مہدی کہتا ہے اور کبھی مسیح موعود کہتا ہے، معاذ اللہ ایسی بے باکی و گستاخی اگر اسلامی حکومت میں ہوتی تو اسی وقت وہ قتل کر دیا جاتا ہے؛ اس لیے ہر صاحب ایمان کی ذمہ داری ہے کہ ایسا غلط دعویٰ کرنے والے ملحد سے ہوشیار رہیں اور امت کو اس کے فتنہ سے بچانے کی کوشش کریں؛ کیوں کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ آخری زمانے میں بہت سارے دجال وکذاب ایسی باتیں لے کر تمہارے پاس آئیں گے، جو کبھی نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے آباواجداد، لہذا تم ان سے خبردار رہنا، وہ تم کو نہ تو گمراہ کرنے پائیں اور نہ فتنہ میں ڈالنے پائیں۔

ربنا لا تزع قلوبنا بعد از ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب

بقیہ علم و حلم .... یاد کیجئے، جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار کوہ صفا سے آواز لگائی تو ابولہب نے جو سلوک آپ کے ساتھ کیا، طائف کی گلیوں میں جن مراحل سے آپ کو گذرنا پڑا، کعبۃ اللہ میں نماز پڑھتے وقت جس طرح گلے میں پھندا ڈالا گیا، راستوں میں کانٹے بچھائے گیے اور جسم اطہر پر اوجھ اور غلاظت ڈالی گئی، عرب کی روایت کے خلاف عمرہ کی ادائیگی کے بغیر حدیبیہ سے آپ کی واپسی ہوئی، کفار مکہ کی شرطوں پر صلح حدیبیہ انجام پذیر ہوا، لیکن آپ نے حلم و بردباری کا دامن کہیں اور کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا، خدائی مدد کے باوجود آپ نے ان کے لیے بد دعائیں نہیں کیں، زبان مبارک سے جاری ہونے والے کلمے آج بھی رکارڈ ہیں، اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے یہ مجھے نہیں جانتے اور امید بھرے یہ جملے بھی کہ ابھی یہ ایمان نہیں لائے، شاید ان کی نسلوں میں کوئی ایمان لے آئے، اس تحمل اور برداشت نے تپ تپا کر وہ ماحول بنا دیا کہ اسلام تیزی سے پھیلتا چلا گیا، وہ لوگ جو اسلام کے ماننے والے کو باپ دادا کے دین سے منحرف سمجھتے تھے، اسلام کی عظمت کو سمجھنے لگے اور اسلام ایک بڑی طاقت بن کر ابھرا۔

خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ تحمل اور برداشت بزدلی نہیں ہے، یہ کام کی حکمت عملی ہے، اس کے ساتھ اللہ کی نصرت اور مدد آتی ہے، اللہ رب العزت نے خود ہی اعلان کر رکھا ہے کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، واقعہ یہ ہے کہ تحمل اور برداشت کمزور لوگوں کا کام نہیں ہے، اس کے لیے مضبوط قوت ارادی کی ضرورت ہوتی ہے، آج سماج میں اس کی کمی ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے ہمارا خاندان، ہمارا پڑوس اور سماج سب ہم سے پریشان ہے، بات بات پر بھڑک جانا، ہماری عادت بن گئی ہے، نئی نسلوں میں یہ بیماری زیادہ عام ہوگئی ہے، اس لیے بڑے بوڑھے بھی ان سے ایک فاصلہ بنائے رکھتے ہیں، پتہ نہیں کب وہ بھڑک جائیں، ان کی مثال پٹرول کی ٹنکی کی طرح ہوگئی ہے جو جلد آگ پکڑ لیتی ہے اور سب کچھ جلا کر چھوڑتی ہے؛ اسی لیے پٹرول ٹنکی پر (Keep)(Distence) فاصلہ بنائے رکھیے، لکھا ہوتا ہے۔ ربیع الاول کے اس مہینے میں ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ''حلم'' (برداشت) اور محنت کے خصوصی میدان ''علم'' کی ترویج واشاعت پر خصوصی توجہ دی جائے؛ تاکہ امت مسلمہ کی ترقی سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ہو سکے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

Volume:56/66,Issue:46 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

شوق کلام لے گیا موسیٰ کو طور پر
میں کتنا بدنصیب ہوں مسجد نہ جاسکا
(نامعلوم)

اپنی اجتماعی قوت کو مضبوط کریں

امارت شرعیہ کے زیر اہتمام مغربی و مشرقی چمپارن کے نقباء، علماء ودانشور سے حضرت امیر شریعت مدظلہ کا خطاب

رپورٹ مولانا رضوان احمد ندوی

امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے زیراہتمام مورخہ ۱۷/۱۸/نومبر ۲۰۱۸ء کو ضلع مغربی چمپارن کے شہر بتیا اور ۱۹/۲۰/نومبر ۲۰۱۸ء کو مشرقی چمپارن کے ڈھاکہ میں نقباء امارت شرعیہ، نائبین، ارباب حل وعقد، ارکان شوریٰ، مقامی علماء، ائمہ مساجد، مدارس کے ذمہ داران، دانشوران اور سماجی خدمت گاروں کا مختلف نشستوں میں ہردومقامات پر دوروزہ خصوصی تربیتی ومذاکراتی اجلاس زیر صدارت مفکر اسلام امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر و جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ منعقد ہوا، جس میں امارت شرعیہ کے ناظم مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، مولانا سہیل احمد ندوی، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائبین ناظم کے علاوہ دارالعلوم دیوبند وقف کے موقر استاذ حدیث مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی، دارالقضاء امارت شرعیہ کے کارکن مولانا محمد امام الدین قاسمی، رئیس المبلغین امارت شرعیہ مولانا قمر انیس قاسمی، مولانا نثار احمد قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء بتیا، مولانا محمد اطہر جاوید قاضی شریعت دارالقضاء ڈھاکہ نیز متعدد مبلغین امارت شرعیہ نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں شریک سیکڑوں سرکردہ ملی شخصیات نے حضرت امیر شریعت کے روبرو اپنے اپنے علاقہ کی سماجی وتعلیمی پسماندگی، بے دینی وغربت کی نشاندہی کی جس کا حضرت امیر شریعت نے موثر حل پیش کیا۔ مختلف نشستوں میں ہونے والے اس چارروزہ تربیتی اجلاس کی مختلف نشستوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مغربی چمپارن

نقباء امارت شرعیہ کا پہلا خصوصی تربیتی اجلاس ۱۷/نومبر کو یتیم خانہ بدریہ بتیا میں حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کی صدارت میں شروع ہوا، جس میں حضرت امیر شریعت نے مختلف نقباء کی آراء کی روشنی میں واضح طور پر کہا کہ جن مسائل کی طرف آپ حضرات نے توجہ دلائی ہے آپ کو بھی خصوصی دلچسپی لیکر حل کی تدبیر نکالنی ہوگی، مسجد ومدرسہ کی تعمیر کا مسئلہ ہو یا قبرستان کی گھیرابندی کا معاملہ ہم سب منصوبہ بندی کے ساتھ لائحہ عمل تیار کریں، آپ خود بھی فکر مندرہیں، ساتھ ہی اردو زبان کی فروغ کیلئے جدوجہد کرتے رہیں تا کہ آپ کی کوششوں سے خود آپ کو اور نئی نسل کو فائدہ پہونچ سکے، حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ ضلع چمپارن کا امارت شرعیہ سے بڑا گہرا اور مضبوط رشتہ رہا ہے، اسی رشتہ کی بنیاد پر ہم نے نقباء کے اجتماعات کے انعقاد کا سلسلہ چمپارن سے شروع کیا، اللہ اس رشتہ میں استحکام عطا فرمائے۔ حضرت مدظلہ نے یہ بھی فرمایا کہ آسانی سے مسائل حل نہیں ہوتے اور نہ ہی تقدیر بدلتی ہے بلکہ اسکے لئے ہمت وحوصلہ، پختہ عزم وارادہ اور مسلسل سرگرم عمل کی ضرورت پڑتی ہے، اسلئے ملت کے اجتماعی وانفرادی مسائل کے حل کیلئے امارت شرعیہ کے نقباء، ارباب حل وعقد اور مخلصین اخلاص کے جذبہ کے ساتھ آگے آئیں اور یقین رکھیں کہ اللہ کی مدد ونصرت ساتھ ہوگی۔ ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے مندوبین کرام کا استقبال کرتے ہوئے کہا کہ آپ حضرات نے جو قیمتی مشورے دیئے ہیں انہیں حل کرنے کی ہر جہت سے کوشش کی جائے گی، جہالت وبے دینی کے سیلاب کو روکنے اور شادی بیاہ میں غیر شرعی رسموں کو مٹانے کیلئے ہم سب کو متحد ہوکر کام کرنا پڑے گا۔ نائب ناظم امارت شرعیہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے کہا کہ امارت شرعیہ کے تنظیمی ڈھانچے کو منظم کرنے کیلئے کلمہ کی بنیاد پر موتی کے دانوں کے مانند ایک لڑی میں پرونے کی ضرورت ہے۔ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے اجلاس کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے توجہ دلائی کہ نقیب کی ذمہ داریاں کیا ہیں انہوں نے کہا کہ جس طرح عمارت پیلر سے تیار ہوتی ہے اور مضبوط ہوتی ہے اسی طرح امارت شرعیہ کا اجتماعی نظام نقباء سے مضبوط ہوتا ہے، آپ مضبوط ہوں گے تو امارت مضبوط ہوگی۔

اس سے قبل اجلاس کے کنوینر جناب قاضی نثار احمد قاسمی نے اپنے خیر مقدمی کلمات میں مغربی چمپارن کی تاریخی حیثیت کو بتلایا اور حضرت امیر شریعت کا والہانہ استقبال کیا اور کہا کہ اکابر امارت نے ہر نازک موڑ پر ملت کی رہنمائی کی ہے، آج کے اجلاس میں حضرت امیر شریعت جو ہدایت اور رہنمائی فرمائیں گے ہم سب سمع وطاعت کے جذبہ کے ساتھ سنئیں گے اور عمل کریں گے۔ اس اجلاس میں مولانا کلیم اللہ نعمانی گوناہا، جناب نور عالم صاحب بتیا، قاری شفیق بھرپٹیا، مولانا محمد عمران ندوی سکٹا، جناب محمد شہاب الدین اور جناب سراج صاحب کے علاوہ متعدد نقباء نے اپنے علاقے کے ملی مسائل کو بیان کیا نیز چند مشورہ بھی دیئے، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے اجلاس کی نظامت انجام دی، مدرسہ اسلامیہ بتیا کے طالب علم محمد اسامہ انور کی تلاوت کلام پاک سے اجلاس کا آغاز ہوا، محمد نیاز نے بارگاہ رسالت میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔

دوسری نشست بعد نماز عصر شروع ہوئی، جس میں مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے نقیب اور نائب نقیب کی ذمہ داریوں کے سلسلہ میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کی طرف سے مطبوعہ یک ورقی ہدایت نامہ تقسیم کیا گیا، اور اس کے مندرجات کی وضاحت کی، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے اجلاس میں پڑھ کر سنایا۔

تیسری نشست ۱۸/نومبر کو صبح دس بجے سے یتیم خانہ بدریہ، بتیا میں شروع ہوئی، جس میں علماء مدارس، ائمہ مساجد اور سماجی شخصیات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت مدظلہ نے فرمایا کہ سماجی برائیاں خودرو گھاس کی طرح ہیں، اس کے لیے کسی محنت کی ضرورت نہیں پڑتی، لیکن گلاب کی خوشبو سے معطر ہونے کے لیے محنت ومشقت کرنی پڑتی ہے، اس لیے اگر مسلمان نظم واتحاد کے ساتھ خرابیوں کو دور کرنے کے لیے تدبیریں نکالیں اور اس کے لیے جدوجہد شروع کردیں، تو ان شاء اللہ ہمارا سماج صاف ستھرا اور مثالی سماج بن سکتا ہے، اس کے لیے ہم سب کو رضا کارانہ طریقے سے محنت کرنی پڑے گی۔ اس موقع پر شرکاء اجلاس نے اپنے اپنے علاقے کے ملی مسائل، بے دینی، وغربت، معاشی وتعلیمی پسماندگی کی نشاندہی کی تو ان مسائل کے حل پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے فرمایا کہ آپ کے اتحاد پر ہمارے مسائل کا حل موقوف ہے، جن معاملات کو ہم سب مل جل کر حل کرسکتے ہیں، انہیں حل کریں گے، اور جو معاملات حکومت اور قانونی راہ سے حل ہوں گے، انہیں قانونی طور پر حل کیا جائے گا۔ مثلاً قبرستان کی گھیرابندی، یا اردو یونٹ کے سرکاری اسکولوں میں اردو پڑھانے والے اساتذہ کی بحالی کا مسئلہ ہو تو ایسے مقامات کی نشاندہی کرکے تفصیلات فراہم کریں، ہم سب لوگ باہمی تعاون سے کوشش کریں گے۔ حضرت امیر شریعت نے یہ بھی فرمایا کہ جو سماجی برائیاں پنپ رہی ہیں، صحیح بات تو یہ ہے کہ اس میں ہم سب کی کوتاہی رہی ہے، کہ ہم نے دین کی صحیح باتیں ان تک پہونچانے میں کوتاہی برتی ہے، اگر ابتداء سے ذہن سازی کرتے اور دین کی خدمت انجام دیتے تو شاید معاملہ یہاں تک نہیں پہونچتا، لیکن پھر بھی ہم کو حالات سے مایوس نہیں ہونا ہے اور مل جل کر ہمت وحوصلہ سے خیر و بھلائی کے کاموں کو انجام دینا ہے۔ ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے کہا کہ بہت سی قیمتی رائیں آئیں، ان شاء اللہ اس کو حل کرنے کی کوشش کی جائے گی، جن مسلم علاقوں میں تعلیم کا کوئی نظم نہیں ہے، پہلے اس آبادی سے متصل مسلم آبادیوں کے لوگوں کو اس کے لیے فکرمند ہونا چاہئے اور انہیں کوشش کرنی چاہئے، بصورت دیگر وہاں کی رپورٹ تیار کرکے بھیجیں، ہم لوگ اس پر توجہ دیں گے، جو مدرسے قائم ہیں، اور ان کا کوئی رجسٹریشن نہیں ہوا ہے، انہیں سرکاری طور پر رجسٹرڈ کروالیا جائے۔ ناظم صاحب نے ماں باپ کے ترکہ میں بیٹیوں کو وراثت دینے کے مسئلہ پر زور دیتے ہوئے کہا کہ یہ ایک شرعی حق ہے، ہمارے ائمہ کرام اس کو اپنی تقریروں کا موضوع بنائیں تا کہ معاشرہ میں بیٹیوں کو وراثت میں حق دینے کا عمومی مزاج بنے۔ مولانا مفتی محمد شمشاد رحمانی استاذ حدیث دارالعلوم وقف دیوبند نے کہ اسلام کے اجتماعی نظام پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ یہ اسلام کی بنیادی روح ہے، اللہ نے مسلمانوں کو ایک امام اور ایک امیر شریعت کے ماتحت منظّم ومتحد زندگی گذارنے کی تعلیم دی ہے، اللہ نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں جو امیر شریعت عطا کیا ہے، وہ علم وفضل، زہد وتقویٰ اور ہمت وحوصلہ میں ممتاز ہیں، حضرت امیر شریعت عالی نسب بزرگ شخصیت ہیں، ہم سب لوگ سمع وطاعت کے جذبہ کے ساتھ ان کی اطاعت کریں اور امارت شرعیہ کو قوت پہونچائیں۔ اجلاس کی نظامت کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کا کہ حضرت امیر شریعت کی دعوت پر ہم سب لوگ یہاں جمع ہوئے ہیں، ان شاء اللہ آپ کے گراں قدر تاثرات ومشوروں کی روشنی میں ہم مضبوط لائحہ عمل ترتیب دیں گے۔ اس موقع پر خواتین کا بھی خصوصی اجتماع ہوا، جس میں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے فرمایا کہ جب عورت دیندار، مہذب اور شائستہ ہوتی ہے تو اس کی گود میں پرورش پانے والا بچہ دین دار اور صالح ہوتا ہے،، اس لیے عورتوں کو زیور تعلیم سے آراستہ ہونا چاہئے، ماضی کی تاریخ بتاتی ہے کہ بہت سی عورتیں بڑے پایے کی محدثہ اور عالمہ ہوئی ہیں، جن سے لوگ دین سیکھا کرتے تھے اور مستفیض ہوتے تھے۔

اسی روز بعد نماز مغرب اجلاس عام ہوا، جس میں حضرت امیر شریعت نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں، جس کا ہم سب لوگوں کو شکر ادا کرنا چاہئے، ہماری زبان شکر والی ہو، شکایت والی نہ ہو، شکر پر اللہ نے اضافہ کا وعدہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ صحت وتندرستی اللہ کی بڑی نعمت ہے، اس کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب جسم کا توازن بگڑنے لگتا ہے، تو معمولی بخار بھی انسان کو ثقیل اور بوجھل بنا دیتا ہے۔ اس لیے اللہ کی دی ہوئی ہر نعمت کا شکر کرنا چاہئے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)